جلد ۱۲ شہادت ۱۳۵۰ ہش شمارہ ۴

اپریل ۱۹۷۱ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

شہادت ۱۳۵۰ ہش

صفر ۱۳۹۱ ہجری — اپریل ۱۹۷۱ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ چھ روپے ... فی پرچہ ساٹھ پیسے

[illegible]

[illegible] . . . . . . [illegible]

[illegible] . . . . . . [illegible]

[illegible] . . . . . . [illegible]

	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	" " " "	[illegible]
[illegible]	" " " "	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد ۱۲　　ماہنامہ انصار اللہ ربوہ　　شمارہ ۴

شہادت ۱۳۵۰ھش

دو شیطانی حربے اور ان کی ہلاکت آفرینی

اِن خطرناک حربوں سے بچنے اور محفوظ رہنے کا قرآنی طریق

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں مال کو فضل، خیر اور رزقِ حسن قرار دے کر مسلمانوں کو مال کمانے کی ترغیب بھی دی ہے اور ساتھ ہی اسے فتنہ قرار دے کر مال جمع کرنے کے بُرے انجام سے بھی ڈرایا ہے۔ بظاہر ان دونوں قسم کے احکام میں تضاد نظر آتا ہے۔ لیکن یہ تضاد انہی کو محسوس ہوتا ہے جو مال کمانے سے متعلق اسلامی احکام کی اصل روح سے واقف نہیں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام نے مال کمانے کی تو ترغیب دی ہے لیکن اس نے یہ ترغیب دولت کے انبار لگانے اور اسے اپنے پاس رکھ چھوڑنے کی غرض سے نہیں دی۔ جہاں اس نے مال کمانے کی ترغیب دی ہے وہاں ساتھ ہی جائز ذرائع سے کمائے ہوئے مال کو بے دریغ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی بھی پُر زور تلقین فرمائی ہے۔ اسلام کے نزدیک مال صرف اور صرف اسی صورت میں فضل، خیر اور رزقِ حسن کہلانے کا مستحق ہے جبکہ اس سے محبت نہ کی جائے اور اسے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا انسان کی طبیعت پر گراں نہ گذرے۔ اگر انسان مال سے محبت کرنے لگے اور اسے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرے تو ایسا مال یقیناً انسان کے لئے فتنہ کا موجب بن جاتا ہے اور وہ خسرانِ مبین

میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مال جمع کرنے اور اسے اپنے پاس خزانہ کی شکل میں رکھ چھوڑنے سے منع کیا ہے۔ پس اسلام کی رو سے مال کمانے کی غرض یہ ہونی چاہیئے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

بسا اوقات ہوتا یہ ہے کہ انسان مال کماتا تو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی نیت سے ہی ہے لیکن شیطان دو انتہائی خطرناک حربوں میں سے ایک حربہ استعمال کرکے اسے اپنی اس نیت کو پورا کرنے سے روک دیتا ہے۔ اس طرح ایسے انسان کے لئے اس کا مال ایک فتنہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ کسی انسان پر شیطان ایک حربہ استعمال کرتا ہے اور کسی پر دوسرا۔ شیطان ان دونوں میں سے کوئی سا حربہ بھی استعمال کرے۔ ایسے انسان کو وہ الا ما شاء اللہ ہلاکت کے گڑھے میں پہنچائے بغیر دم نہیں لیتا۔ شیطان کے ان حربوں کی انتہائی مضرت اور ہلاکت آفرینی کے پیش نظر ان سے پورے طور پر آگاہ ہونا اور ان کی مضرت اور ہلاکت آفرینی سے بچنا ایک سچے اور حقیقی مسلمان کے لئے از بس ضروری ہے۔ ذیل میں ہم شیطان کے ان دونوں حربوں اور ان کی مضرت و ہلاکت پر اختصار سے روشنی ڈالتے ہیں۔

شیطان کے وہ دو حربے جن کے کارگر ہونے کی صورت میں انسان فتنہ میں پڑے اور خسران مبین میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہتا اسراف اور بخل کے حربے ہیں۔ بعض لوگ مال کماتے ہیں اور کماتے بھی ہیں جائز ذرائع سے لیکن شیطان انہیں ورغلا کر اسراف کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ وہ ہوائے نفس کا شکار ہو کر اپنی ضروریات کو اس قدر بڑھاتے چلے جاتے ہیں کہ وہ جتنا بھی کماتے ہیں اسے اپنی نفسانی خواہشات پر اٹھا ڈالتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی انہیں توفیق ہی نہیں ملتی۔ ایسے لوگ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ کے مصداق بن جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں کے دلوں میں شیطان یہ وسوسہ ڈال کر ورغلاتا ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرو گے تو غریب ہو جاؤ گے۔ قرآن مجید سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ شیطان ہی ہے جو بعض کو اسراف کی طرف مائل کرتا ہے اور بعض کو بخل کی ترغیب دیتا ہے۔ جہاں تک اسراف کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بہکانے میں آکر اپنا مال لغویات میں لٹانے والوں کو شیاطین کا بھائی قرار دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۸)

اسراف کرنے والے لوگ یقیناً شیطانوں کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے رب کا بہت ہی ناشکر گزار ہے۔

جہاں تک بخل کا تعلق ہے شیطان مومنوں کو بخل کی تلقین کرتے ہوئے ان سے کہتا ہے کہ اگر تم خدا کی راہ میں خرچ کروگے تو محتاج ہو جاؤ گے اس لئے خدا کی راہ میں دمڑی نہ کھسکاؤ۔ چنانچہ شیطان کے اس وسوسہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ (البقرہ آیت ۲۶۹)

یعنی شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور تمہیں بے حیائی کی تلقین کرتا ہے۔

الغرض اسراف اور بخل دو شیطانی حربے ہیں جن سے کام لے کر شیطان مومنوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرنے سے باز رکھتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہی مال جسے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے فضل، خیر اور رزق حسن قرار دیا ہے اس کے واسطے فتنہ بن جاتا ہے اور وہ خسران مبین میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہتا یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان دونوں شیطانی حربوں اور ان کی مضرت کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اور مومنوں کو ان سے بہر طور بچنے کی نہایت پُر زور تلقین فرمائی ہے۔

پہلے ہم اسراف سے بچنے کے متعلق قرآنی احکام کو لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فضول خرچی سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف آیت ۳۲)

کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو کیونکہ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے دنیوی نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں کو ان نعمتوں سے متمتع ہونے کی اجازت دی ہے اور ساتھ ہی انہیں یہ تلقین فرمائی ہے کہ وہ ان نعمتوں سے متمتع ہونے میں اسراف سے کام نہ لیں چنانچہ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (الانعام آیت ۱۴۲)

یعنی وہ (خدا) ہی ہے جس نے ٹٹیوں کے سہارے کھڑے ہونے والے باغات اور بغیر سہارے کھڑے ہونے والے باغات اور کھجوریں اور کھیتیاں جن کے مزے مختلف ہیں اور زیتون اور انار کو اس

صورت میں کہ وہ آپس میں مشابہ بھی ہیں اور مشابہ نہیں بھی ہیں، پیدا کیا ہے۔ تم، جب ان درختوں کو پھل لگے تو اس کے پھل کو کھاؤ اور اس کے کاٹنے کے دن اس کا (یعنی خدا تعالےٰ کا) حق ادا کرو اور اسراف سے کام نہ لو کیونکہ وہ اسراف سے کام لینے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے جہاں اپنی بہت سی نعمتیں گنوائی ہیں اور انہیں اپنے استعمال میں لا کر ان سے فائدہ اٹھانے کی تلقین فرمائی ہے وہاں ساتھ ہی اسراف سے بچنے کا بھی واضح الفاظ میں حکم دیا ہے اور اس تعلق میں یہ کہہ کر کہ خدا تعالےٰ کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہ برتو انفاق فی سبیل اللہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ اسراف کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان انفاق فی سبیل اللہ سے غافل ہو کر آسمانی رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے اور چونکہ قرآن مجید کی دوسری آیات کی رو سے انسان شیطانی وسوسہ کے نتیجہ میں ہی اسراف کا مرتکب ہوتا ہے اس لئے اگلی ہی آیت میں اللہ تعالےٰ نے شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے:۔

كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اللہ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے تم اس سے کھاؤ (لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ) شیطان کے قدم بقدم نہ چلو وہ یقیناً تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

بخل، اسراف کی ضد ہے۔ یہ بھی شیطانی حربوں میں سے ایک نہایت خطرناک حربہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس حربہ کو کام میں لا کر شیطان ایک مسلمان کو مال کی شدید محبت میں مبتلا کر کے اسے اس قابل نہیں رہنے دیتا کہ وہ اپنے مال کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کر کے فلاحِ دارین کا وارث قرار پا سکے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بخل کی مضرت اور اس کی ہلاکت آفرینی کو بہت کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جو بخل سے کام لیتے ہیں اور بخل کو اپنے حق میں بہتر سمجھتے ہیں فرماتا ہے:۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ (آل عمران آیت ۱۸۱)

اور جو لوگ اس مال کے دینے میں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے بخل کرتے ہیں وہ اپنے لئے اس کو ہرگز اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے۔

مال سے محبت اور بخل کے بُرے انجام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (التوبۃ آیت ۳۴-۳۵)

اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو جمع رکھتے ہیں اور اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خبر دے۔ یہ عذاب اس دن ہوگا جبکہ اس جمع شدہ سونے اور چاندی پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔ پھر اس سونے اور چاندی سے ان کے ماتھوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ لگائے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ یہ وہ چیز ہے جس کو تم اپنی جانوں کے لئے جمع کرتے تھے۔ ان کا مزہ چکھو۔

یہ اور بہت سی دیگر آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بخل اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں کو ان کے عبرتناک انجام سے ڈرایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کرنے کے علاوہ کہ اسراف اور بخل دو شیطانی حربے ہیں جن سے کام لے کر شیطان مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرنے سے روکتا ہے قرآن مجید میں یہ بھی بتایا ہے کہ ان شیطانی حربوں سے بچنے کا کیا طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طریق کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جس کسی انسان کو ہماری طرف سے مال عطا ہو اس کو چاہیئے کہ وہ نہ تو اسراف سے کام لے اور نہ بخل سے بلکہ درمیانی راہ اختیار کرے چنانچہ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۳۰)

اور تو نہ تو بخل سے اپنے ہاتھ کو باندھ کر اپنی گردن میں ڈال لے اور نہ اسراف میں پڑ کر اسے بالکل کھول دے ورنہ یا تو تو ملامت کا نشانہ بن کر یا تھکان کے اثر سے بیٹھ جائے گا

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حقیقی بندوں کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ وہ نہ تو اسراف سے کام لیتے ہیں اور نہ ہی بخل کرتے ہیں بلکہ وہ درمیانی راہ اختیار کر کے اپنے اخراجات کو جائز حدود تک محدود رکھتے ہیں۔ تاکہ کھلے دل سے اپنے اموال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر سکیں۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (الفرقان آیت ۶۸)

اور وہ (یعنی اللہ کے بندے) ایسے ہوتے ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی سے کام نہیں لیتے اور نہ بخل کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں حالتوں کے درمیان ہوتا ہے ؛

پس مومنوں کے لئے اسراف اور بخل ہر دو شیطانی حربوں سے بچنے اور محفوظ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اخراجات میں میانہ روی اختیار کریں نہ تو ایسے فضول خرچ بنیں کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے کچھ باقی نہ رہے اور اگر کچھ بچے بھی تو اسے خدا کی راہ میں خرچ کرنا ان کے نفس پر گراں محسوس ہو اور نہ ایسے بخیل بنیں کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال کو صندوقوں میں بند کر کے رکھ چھوڑیں یعنی نہ تو اسے اپنی جائز ضروریات پر خرچ کریں اور نہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا ان کے لئے ممکن ہو سکے۔

البتہ بے دریغ روپیہ خرچ کرنے کے سلسلہ میں ایک امر کی وضاحت ضروری ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے صرف ہوائے نفس پر بے دریغ خرچ کرنے کو اسراف قرار دیا ہے۔ اگر ایک مومن دین کی خاطر اپنا سارا مال بھی خدا کی راہ میں دے دے تو اس کا یہ اقدام قطعاً اسراف شمار نہ ہوگا چنانچہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ابن مسعود کا قول ہے التبذیر — الانفاق فی غیر حق یعنی ناجائز خرچ کو تبذیر کہتے ہیں پس اس حکم میں دینی انفاق شامل نہیں۔ دین کی کسی ضرورت کے لئے اگر کوئی اپنا سارا مال بھی خدا کی راہ میں دے دے تو وہ مبذّر نہ ہوگا کیونکہ اس نے بے جا خرچ نہیں کی"
(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۸۲)

جماعت احمدیہ کے افراد ہونے کی حیثیت سے ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ ہمارے لئے از بس ضروری ہے کہ ہم اسراف اور بخل ہر دو شیطانی حربوں سے اپنے آپ کو کلی طور پر محفوظ رکھتے ہوئے اپنے اخراجات میں میانہ روی اختیار کریں۔ تاکہ ہمیں دین کی خاطر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال زیادہ سے زیادہ پیش کرنے کی توفیق ملتی رہے اور ہم عنداللہ سرخرو قرار پا سکیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے آمین۔

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرّع کے ساتھ

خدا کے حضور اپنی مشکلات پیش کرو

دعا کو اس حد تک پہنچاؤ کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جائے

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ پُر معارف ملفوظات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں جن میں حضورؑ نے دعا کی اہمیت کو بڑے ہی دلنشین انداز میں واضح فرما کر اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ دعا کیا ہے اور یہ کہ دعا کس طرح کرنی چاہیئے کہ وہ قبولیت کے درجہ تک جا پہنچے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

بہت سے لوگ دعا کو ایک معمولی چیز سمجھتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ دعا یہی نہیں کہ معمولی طور پر نماز پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر بیٹھ گئے اور جو کچھ منہ سے آیا کہہ دیا۔ اس دعا سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، کیونکہ یہ دعا نری ایک منتر کی طرح ہوتی ہے، نہ اس میں دل شریک ہوتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر کوئی ایمان ہوتا ہے۔ یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بے قراری ہوتی ہے۔ اسی طرح پر دعا کے لئے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے۔ اس لئے دعا کے واسطے پورا پورا اضطراب اور گدازش جب تک نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔ پس چاہیئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچا دے کہ ایک موت کی سی واقع ہو جاوے اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ سب سے اوّل اور ضروری دعا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے۔ ساری دعاؤں کا اصل اور (حقیقی) جزو یہی دعا ہے۔ کیونکہ جب یہ دعا قبول ہو جائے اور انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک وصاف ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہو جاوے۔ تو پھر دوسری دعائیں جو

اس کی حاجات ضروریہ کے متعلق ہوتی ہیں وہ اس کو مانگنی بھی نہیں پڑتیں وہ خود بخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں بڑی مشقت اور محنت طلب یہی دعا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور راستباز ٹھہرایا جاوے۔ یعنی اوّل اوّل جو حجاب انسان کے دل پر ہوتے ہیں ان کا دُور ہونا ضروری ہے۔ جب وہ دُور ہو گئے تو دوسرے حجابوں کو دور کرنے کے واسطے اس قدر محنت اور مشقت کرنی نہیں پڑے گی کیونکہ خدا تعالیٰ کا فضل اس کے شاملِ حال ہو کر ہزاروں خرابیاں خود بخود دور ہونے لگتی ہیں اور جب اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اس کا متکفل اور متولی ہوتا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کو مانگے اللہ تعالیٰ خود اس کو پورا کر دیتا ہے۔ یہ ایک باریک سِر ہے جو اس وقت کھلتا ہے جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے اس سے پہلے اس کی سمجھ میں آنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ لیکن یہ عظیم الشان مجاہدہ کا کام ہے کیونکہ دعا بھی ایک مجاہدہ کو چاہتی ہے۔ جو شخص دعا سے لاپرواہی کرتا ہے اور اس سے دُور رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا اور اس سے دُور ہو جاتا ہے۔ جلدی اور شتاب کاری یہاں کام نہیں دیتی۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جو چاہے عطا کرے اور جب چاہے عنایت فرمائے۔ سائل کا کام نہیں ہے کہ وہ فی الفور عطا نہ کئے جانے پر شکایت کرے اور بدظنی کرے بلکہ استقلال اور صبر سے مانگتا چلا جاوے۔

دنیا میں بھی دیکھو کہ جو فقیر اڑ کر مانگتے ہیں خواہ ان کو کتنی ہی جھڑکیاں دو اور جتنا چاہو گھورو مگر وہ مانگتے چلے جاتے ہیں اور اپنے مقام سے نہیں ہٹتے یہاں تک کہ کچھ نہ کچھ لے ہی مرتے ہیں اور بخیل سے بخیل آدمی بھی ان کو کچھ نہ کچھ دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان جب اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتا ہے۔ اور بار بار مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ تو کریم رحیم ہے وہ کیوں نہ دے، دیتا ہے اور ضرور دیتا ہے مگر مانگنے والا بھی ہو۔ انسان اپنی شتاب کاری اور جلد بازی کی وجہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بالکل سچا ہے۔ ادعونی استجب لکم یعنی تم اس سے مانگو اور پھر مانگو اور پھر مانگو۔ جو مانگتے ہیں ان کو دیا جاتا ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ دعا ہو نری بک بک نہ ہو اور زبان کی لاف زنی اور چرب زبانی نہ ہو۔ ایسے لوگ جنہوں نے دعا کے لئے استقامت اور استقلال سے کام نہیں لیا اور آداب دعا کو ملحوظ نہیں رکھا۔ جب ان کو کچھ ہاتھ نہ آیا تو آخر وہ دعا اور اس کے اثر سے منکر ہو گئے۔ اور پھر رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ سے بھی منکر ہو بیٹھے کہ اگر خدا ہوتا تو ہماری دعا کو کیوں نہ سنتا۔ ان احمقوں کو اتنا معلوم نہیں کہ خدا تو ہے مگر تمہاری دعائیں بھی دعائیں ہوتیں پنجابی زبان میں ایک ضرب المثل ہے جو دعا کے مضمون کو خوب ادا کرتی ہے اور وہ یہ ہے

جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

یعنی جو مانگنا چاہتا ہے اُس کو ضروری ہے کہ ایک موت اپنے اوپر وارد کرے اور مانگنے کا حق اسی کا ہے جو اوّل اُس موت کو قبول کرلے۔ حقیقت میں اسی موت کے نیچے دعا کی حقیقت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دعا کے اندر قبولیت کا اثر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ انتہائی درجہ کے اضطرار تک پہنچ جاتی ہے۔ جب انتہائی درجہ اضطرار کا پیدا ہو جاتا ہے اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُس کی قبولیت کے آثار اور سامان بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ پہلے سامان آسمان پر کئے جاتے ہیں۔ اُس کے بعد وہ زمین پر اثر دکھاتے ہیں۔

یہ چھوٹی سی بات نہیں بلکہ ایک عظیم الشان حقیقت ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس کو خدائی کا جلوہ دیکھنا ہو اسے چاہیئے کہ دعا کرے ان آنکھوں سے وہ نظر نہیں آتا بلکہ دعا کی آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ کیونکہ اگر دُعا کے قبول کرنے والے کا پتہ نہ لگے تو جیسے لکڑی کو گھن لگ کر وہ نکمّی ہو جاتی ہے۔ ویسے ہی انسان پکار پکار کر تھک کر آخر دہریہ ہو جاتا ہے۔ ایسی دعا چاہیئے کہ اس کے ذریعہ ثابت ہو جاوے کہ اس کی ہستی برحق ہے۔ جب اُس کو یہ پتہ لگ جاوے گا تو اس وقت وہ اصل میں صاف ہوگا۔ یہ بات اگرچہ بہت مشکل نظر آتی ہے لیکن اصل میں مشکل بھی نہیں ہے بشرطیکہ تدابیر اور دعا دونوں سے کام لیوے۔ جیسے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْن کے معنوں میں بتلایا گیا ہے۔ نماز پوری پڑھو۔ صدقہ و خیرات دو تو پوری نیّت سے دو کہ خدا راضی ہو جاوے۔ اور توفیق طلب کرتے رہو کہ ریا عُجب وغیرہ زہریلے اثر جس سے ثواب اور اجر باطل ہوتا ہے دور ہو جاویں دور ہو جاویں اور دل اخلاص سے بھر جاوے۔ خدا پر بدظنی نہ کرو وہ تمہارے لئے ان کاموں کو آسان کر سکتا ہے۔ وہ رحیم کریم ہے ؏

باکریماں کارہا دشوار نیست

اگر پیچھے لگے رہوگے تو اسے رحم آ ہی جاوے گا۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۴۰ تا ۱۴۱)

لوازماتِ دُعائے کامل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دُعائے کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اُس میں رقّت ہو اضطراب اور گدازش ہو جو دُعا عاجزی، اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالےٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہو کر اصل مقصد تک پہنچاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ششم ص۹۳)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وَحِیْدٌ فَرِیْدٌ مَا دَنَاهُ التَّکَثُّرُ

یگانہ و یکتا ہے کثرت اس کے قریب نہیں جا سکتی

سَقَانِیْ مِنَ الْاَسْرَارِ کَاْسًا رَوِیَّةً   وَاِنْ کُنْتُ مِنْ قَبْلِ الْهُدٰی لَا اُعْثِرُ

اُس (خدا تعالیٰ) نے مجھے اسرار کے سیراب کرنے والے پیالے پلائے ہرچند کہ مَیں اُس کی راہ نمائی سے قبل کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔

غَیُوْرٌ یُبِیْدُ الْمُجْرِمِیْنَ بِسُخْطِهٖ   غَفُوْرٌ یُّنَجِّی التَّائِبِیْنَ وَیَغْفِرُ

ایسا غیرت مند ہے کہ اپنے غضب سے مجرموں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ ایسا بخشنہار ہے کہ توبہ کرنے والوں کو بخش کر نجات دیتا ہے۔

وَحِیْدٌ فَرِیْدٌ لَا شَرِیْكَ لِذَاتِهٖ   قَوِیٌّ عَلِیٌّ مُسْتَعَانٌ مُقَدِّرٌ

یگانہ ہے، یکتا ہے، اور اپنی ذات میں لاشریک ہے۔ قوی ہے بڑی شان والا ہے۔ اس سے مدد طلب کی جاتی ہے اور تقدیر کا مالک ہے

لَهُ الْمُلْكُ وَالْمَلَكُوْتُ وَالْمَجْدُ کُلُّهٗ   وَکُلٌّ لَّهٗ مَا بَانَ فِیْنَا یَظْهَرُ

مُلک بھی اُسی کا ہے اور بادشاہی اور بزرگی بھی اسی کو حاصل ہے۔ اور جو کچھ بھی ہم میں ظاہر ہو رہا ہے سب اُسی کا ہے۔

وَدُوْدٌ یُحِبُّ الطَّائِعِیْنَ تَرَحُّمًا   مَلِیْكٌ فَیُزْعِجُ ذِیْ شِقَاقٍ وَیَحْصِرُ

مہربان خدا ہے، فرمانبرداروں سے رحمت سے پیار کرتا ہے۔ بادشاہ ہے دشمنوں کی بیخ کنی کرتا اور قید کر لیتا ہے۔

یُحِیْطُ بِکَیْدِ الْکَائِدِیْنَ بِعِلْمِهٖ   فَیُهْلِكُ مَنْ هُوَ فَاسِقٌ وَّمُزَوِّرٌ

اپنے علم سے مکاروں کے مکر کا احاطہ کرتا ہے۔ اور جو فاسق اور مکار ہو اسے ہلاک کرتا ہے۔

وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَا کُفُوَ لَّهٗ   وَحِیْدٌ فَرِیْدٌ مَا دَنَاهُ التَّکَثُّرُ

اور نہ اُس نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ کوئی اُس کا کفو ہے۔ یگانہ و یکتا ہے کثرت اس کے قریب نہیں جا سکتی۔

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہست بر عقل منّتِ الہام

عقل پر الہام کا احسان ہے

ہست بر عقل منّتِ الہام — کہ از و پختہ ہر تصوّرِ خام

عقل پر الہام کا یہ احسان ہے کہ — اُس کی وجہ سے ہر ناقص تصوّر پختہ ہو گیا۔

آں گماں بُرد و ایں نمود فراز — آں نہاں گفت ایں کشود آں راز

اُس نے تو گمان کیا اور اِس نے کھلم کھلا ظاہر کر دیا۔ — اُس نے مخفی کیا اور اِس نے راز کو ظاہر کر دیا۔

آں فرو ریخت ایں بکف بسپرد — آں طمع داد و ایں بجا آورد

اُس نے گرا دیا اور اِس نے ہاتھ میں دیا۔ — اُس نے صرف لالچ دیا اور اِس نے پورا کر دیا۔

آنکہ بشکست ہر بُتِ دلِ ما — ہست وحیِ خدائے بے ہمتا

وہ چیز جس نے ہمارے دل کے ہر بُت کو توڑ دیا۔ — وہ خدائے لاثانی کی وحی ہی تو ہے!

آنکہ ما را رُخِ نگار نمود! — ہست الہام آں خدائے ودود

وہ جس نے ہمیں معشوق کا چہرہ دکھا دیا۔ — وہ خدائے مہربان کا الہام ہی تو ہے۔

آنکہ داد از یقین دل جامے — ہست گفتارِ آں دلآرامے

وہ جس نے دلی یقین کا جام ہمیں دیا۔ — وہ اُس محبوب کی گفتار ہی تو ہے۔

وصلِ دلدار و مستی از جامش — ہمہ حاصل شدہ ز الہامش

دلبر کا وصل اور اس کے جامِ شراب کا نشہ — سب اُس کے الہام سے حاصل ہوئے۔

جماعت کا تقویٰ پر قائم ہونا بے حد ضروری ہے

اگر قرآن کریم کی برکات سے متمتع ہونا چاہتے ہو تو متقی بنو

(حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یاد رکھو کہ اسلام کی بنیاد تقوےٰ پر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شعر لکھ رہے تھے ایک مصرعہ آپ نے لکھا کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے

اسی وقت آپ کو دوسرا مصرعہ الہام ہوا جو یہ ہے کہ

" اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے"

اس الہام میں اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ اگر جماعت تقوےٰ پر قائم ہو جائے تو پھر وہ خود بخود ہر چیز کی حفاظت کرے گا نہ وہ دشمن سے ذلیل ہوگی اور نہ اسے کوئی زمینی یا آسمانی بلائیں تباہ کر سکیں گی۔ اگر کوئی قوم تقوےٰ پر قائم ہو جائے تو کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکتی۔

قرآن کریم کے شروع میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ لَا رَيْبَ فِيْهِ تو قرآن کریم کی ذاتی خوبی بتائی اور دوسروں سے تعلق رکھنے والی یہ خوبی بتائی کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ یعنی یہ کلام متقی پر اثر کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک شخص تو روٹی کھاتا اور اس سے طاقت حاصل کر کے کھڑا ہوتا ہے اور دوسرے کو دو آدمی پکڑ کر کھڑا کرتے ہیں۔ غیر متقی کو جو ہدایت ہوتی ہے وہ تو ایسی ہوتی ہے جیسے دو آدمی کسی کو کندھوں سے پکڑ کر کھڑا کر دیں مگر جو متقی ہے وہ اس سے غذا لیتا اور طاقت حاصل ہے۔ ہم اگر ترقی کر سکتے ہیں تو قرآن کریم کی مدد سے ہی۔ اور قرآن کریم کہتا ہے کہ اس کی غذا متقی کے لئے ہی طاقت و قوت کا موجب ہو سکتی ہے۔ اگر کسی شخص کے معدہ میں کوئی خرابی ہو تو اسے گھی، دودھ، بادام، پھل اور کتنی اعلےٰ غذائیں کیوں نہ کھلائی جائیں اسے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا بلکہ الٹا اسے ہیضہ ہو جائے گا۔ غذا اسی صورت میں فائدہ دے سکتی ہے جب وہ ہضم ہو۔ اگر ہضم

نہ ہو تو الٹا نقصان کرتی ہے۔ اور قرآن بتاتا ہے کہ یہ غذا ایسی ہے جو مومن کے معدہ میں ہی ٹھہر سکتی ہے پس اگر یہ سچ ہے کہ ہم نے قرآن کریم سے فائدہ اٹھانا ہے اور اس سے فائدہ اٹھائے بغیر ہم کوئی ترقی نہیں کر سکتے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ

كُلّ بركة من محمّد صلى الله عليه وسلّم فتبارك من علّم وتعلّم

یعنی تمام برکت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے، پس بڑا ہی مبارک ہے وہ جس نے سکھایا اور بڑا ہی مبارک ہے وہ جس نے سیکھا۔ اس میں محمدؐ سے مراد در اصل قرآن کریم ہی ہے کیونکہ آپ ہی قرآن کریم کے الفاظ لائے ہیں۔ پس جماعت کا تقوے پر قائم ہونا بے حد ضروری ہے۔ اس زمانہ میں مومن اگر ترقی کر سکتے ہیں تو قرآن کریم پر چل کر ہی۔ اور اگر یہ غذا ہضم نہ کر سکے تو پھر کیا فائدہ۔ اور اگر اسے ہضم کرنا چاہتے ہو تو متقی بنو۔ ابتدائی تقوے جس سے قرآن کریم کی غذا ہضم ہو سکتی ہے وہ کیا ہے وہ ایمان کی درستی ہے۔ تقوے کے لئے پہلی چیز ایمان کی درستی ہی ہے۔ قرآن کریم نے مومن کی علامت یہ بتائی ہے کہ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ۔ ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میں متقی کیسے بنوں۔ پس اس کی پہلی علامت ایمان بالغیب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ملائکہ قیامت اور رسولوں پر ایمان لانا۔ پھر اس ایمان کے نیک نتائج پر ایمان لانا بھی ایمان بالغیب ہے۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ قیامت اور رسالت نظر نہیں آتی اس لئے اس کے دلائل قرآن کریم نے مہیا کئے ہیں۔ اور وہ دلائل ایسے ہیں کہ ان کے ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا مگر کئی لوگ ہیں جو غور نہیں کرتے۔ آجکل ایمان بالغیب پر لوگ تمسخر اڑاتے ہیں جو لوگ خدا تعالےٰ کو مانتے ہیں بعض لوگ ان کا تمسخر اڑاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تم تعلیم یافتہ ہو کر خدا کو مانتے ہو پھر قیامت اور مرنے کے بعد اعمال کی جزا سزا پر بھی لوگ تمسخر اڑاتے ہیں۔ ملائکہ بھی اللہ تعالےٰ کا پیغام اور دین لانے والے ہیں اور یہ سب ابتدائی صداقتیں ہیں مگر لوگ ان سب باتوں کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ یہ سارا ایک ہی سلسلہ ہے اور جس نے اس کی ایک کڑی کو بھی چھوڑ دیا وہ ایمان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ نیک نتائج پر ایمان لانا بھی ایمان بالغیب میں شامل ہے اور یہی توکل کا مقام ہے۔ ایک شخص اگر دس سیر آٹا کسی غریب کو دیتا ہے اور یہ امید رکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کا اجر ملے گا تو وہ گویا غیب پر ایمان لاتا ہے۔ وہ کسی حاضر نتیجہ کے لئے یہ کام نہیں کرتا بلکہ غیب پر ایمان لانے کی وجہ سے ہی ایسا کر سکتا ہے بلکہ جو شخص خدا تعالےٰ پر ایمان نہیں رکھتا وہ بھی اگر ایسی کوئی نیکی کرتا ہے تو غیب پر ایمان کی وجہ سے ہی کر سکتا ہے۔ فرض کرو کوئی شخص قومی نقطۂ نگاہ سے کسی غریب کی مدد کرتا ہے تو بھی یہی سمجھ کر کرتا ہے کہ اگر کسی وقت مجھ پر یا میرے خاندان پر زوال آیا تو اسی طرح دوسرے لوگ میری یا میرے خاندان کی مدد کریں گے تو تمام ترقیات غیب پر مبنی ہیں۔ کیونکہ بڑے کاموں کے نتائج فوراً نہیں نکلتے اور ایسے کام جن کے نتائج نظر نہ آئیں حوصلہ والے لوگ ہی کر سکتے ہیں۔

قربانی کا مادہ بھی ایمان بالغیب ہی انسان کے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ گویا قرآن کریم نے ابتدا میں ہی ایک بڑی بات اپنے ماننے والوں میں پیدا کر دی چنانچہ وہ صحابہؓ جو بدر اور احد کی لڑائیوں میں لڑے۔ کیا وہ کسی نتیجہ کے لئے لڑے تھے جو سامنے نظر آرہا تھا نہیں بلکہ ان کے دلوں میں ایمان بالغیب تھا۔ بدر کی لڑائی کے موقعہ پر مکہ کے بعض افراد نے صلح کی کوشش کی مگر بعض ایسے لوگوں نے جنہیں نقصان پہنچا ہوا تھا شور مچا دیا کہ ہرگز صلح نہیں ہونی چاہیئے۔ آخر ایک شخص نے کہا کہ کسی آدمی کو بھیجا جائے جو مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ کر کے آئے چنانچہ ایک آدمی بھیجا گیا اور اس نے آکر کہا کہ اے میری قوم۔ میرا مشورہ یہی ہے کہ ان لوگوں سے لڑائی نہ کرو۔ انہوں نے کہا کہ تم بتاؤ تو سہی کہ ان کی تعداد کتنی ہے اور سامان وغیرہ کیا ہے اس نے کہا کہ میرا اندازہ ہے کہ مسلمانوں کی تعداد ۳۰۰ اور ۳۲۰ کے درمیان ہے اور کوئی خاص سامان بھی نہیں لوگوں نے پوچھا کہ پھر جب یہ حالت ہے تو تم یہ مشورہ کیوں دیتے ہو کہ ان سے لڑائی نہ کی جائے حالانکہ ان کی تعداد بھی ہم سے بہت کم ہے۔ اور سامان بھی ان کے پاس بہت کم ہے اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میں نے اونٹوں اور گھوڑوں پر آدمی نہیں بلکہ موتیں سوار دیکھی ہیں۔ میں نے جو چہرہ بھی دیکھا میں نے معلوم کیا کہ وہ تہیہ کئے ہوئے ہے کہ وہ خود بھی مرجائے گا اور تم کو بھی مار دے گا۔ چنانچہ اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ ابوجہل میدان میں کھڑا تھا اور عکرمہ اور خالد بن ولید جیسے بہادر نوجوان اس کے گرد پہرہ دے رہے تھے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دونوں طرف پندرہ پندرہ سال کے بچے کھڑے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ میں آج کیا جنگ کر سکوں گا جبکہ میرے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ لیکن ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ ایک لڑکے نے آہستہ سے مجھے کہنی ماری اور پوچھا چچا وہ ابوجہل کون ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا کرتا ہے میں نے خدا سے عہد کیا ہے کہ آج اسے ماروں گا ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دوسرے لڑکے نے بھی اسی طرح آہستہ سے کہنی ماری اور مجھ سے یہی سوال کیا۔ میں اس بات سے حیران تو ہوا مگر انگلی کے اشارہ سے بتایا کہ ابوجہل وہ ہے جو خود پہنے کھڑا ہے۔ ابھی میں نے انگلی کا اشارہ کر کے ہاتھ نیچے ہی کیا تھا کہ وہ دونوں بچے اس طرح اس پر جا گرے جس طرح چیل اپنے شکار پر جھپٹتی ہے اور تلواریں سونت کر ایسی بے جگری سے اس پر حملہ آور ہوئے کہ اس کے محافظ سپاہی ابھی تلواریں سنبھال بھی نہ سکے تھے کہ انہوں نے ابوجہل کو نیچے گرا دیا۔ ان میں سے ایک کا بازو کٹ گیا۔ مگر قبل اس کے کہ باقاعدہ جنگ شروع ہو ابوجہل مہلک طور پر زخمی ہو چکا تھا۔ یہ کیا چیز تھی جس نے ان میں اتنی جرأت پیدا کر دی تھی۔ یہ ایمان بالغیب ہی تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو ہر وقت قربانیوں کی آگ میں جھونکنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ اور یہ ایمان بالغیب ہی تھا جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں یہ یقین پیدا ہو چکا تھا کہ دنیا کی نجات اسلام میں ہی ہے اور خواہ کچھ ہو ہم اسلام کو دنیا میں غالب کر کے رہیں گے۔

(الفضل ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۰ء)

دلی صدق و صفا کی ضرورت

محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائلپور

صدق کے معنی یہ ہیں صَدَقَ بِقَوْلِهٖ وَاعْتِقَادِهٖ وَحَقَّقَ صِدْقَهٗ بِفِعْلِهٖ یعنی صدق اس بات کا نام ہے کہ انسان کا اعتقاد درست ہو اور اس کی بات بھی درست ہو اور ساتھ ہی یہ قول و اعتقاد اعمال سے تصدیق یافتہ ہوں اور اس وقت تک کوئی شخص صادق نہیں کہلا سکتا جب تک اس کے قول و عمل میں پوری مطابقت نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ٥

یعنی ابراہیمؑ صدیق اور نبی تھے۔ اور ان کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ٥

کہ جب اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا کامل فرمانبردار ہو جا تو ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے اس حکم کی پوری فرمانبرداری کی۔

صدیق کا درجہ نبی کے بعد ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

صادق آں باشد کہ ایام بلا　　٭　　مے گزارد با محبت با وفا

یعنی صادق وہ ہوتا ہے جو امتحان اور ابتلاء کے زمانے کو محبت اور وفاداری سے گزارے

پھر فرمایا :- گر گزارد عاشق گردد اسیر　　٭　　بوسد آں زنجیر را کز آشنا

یعنی اگر عاشق کسی وقت قید ہو جائے تو وہ اس زنجیر کو چومتا ہے جو دوست کی طرف سے ہو

روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مقدمے کے تعلق میں فرمایا کہ اگر خدا تعالےٰ کو یہی منظور ہو کہ ہمیں قید بھگتنی پڑے تو ہم اس پر دل سے راضی ہیں۔ غرض یہ ہے کہ صدق قول اور عمل میں پوری مطابقت کا نام ہے چنانچہ کہتے ہیں صَدَقَ فِی الْقِتَالِ اس نے بے جگری اور بہادری سے لڑائی کی۔

بس شرائط بیعت میں سے شرط پنجم یہ ہے کہ :۔

"ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلّت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔"

ظاہر ہے کہ بیعت کی شرط پنجم میں صدق و ثبات کو عمل میں لانے کا عہد لیا گیا ہے اور شرط پنجم میں صدق کی ایک مکمل تصویر کھینچی گئی ہے۔ شرط پنجم ہی کا ایک تتمہ شرط دہم ہے یعنی

"یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔"

اس شرط میں تا وقتِ مرگ کے الفاظ خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ اس صدق و ثبات کے مظہر تھے جو حضور کی قوتِ قدسیہ کی تاثیر سے پیدا ہوا اور دنیا نے اس کے بیشمار نظارے گزشتہ اسی سال کے اندر دیکھے اور یہی وہ صدق و ثبات تھا جو صحابہ نے دکھلایا۔

ا۔ کفر کے فتوے ہزاروں ظلم اور زیادتیاں، مخالفتوں کے طوفان اور آندھیاں اس صدق و ثبات میں کوئی فرق پیدا نہ کر سکیں ؎

قاموا باقدام الرسول بغزوھم ✣ کالداشق المشغوف فی المیدان

قدم الرجال بصدقھم فی دینھم ✣ تحت السیوف اریق کالقربان

یعنی کی شرط پنجم اور شرط دہم کے مظاہر روز بروز دنیا نے دیکھے۔

ب۔ یہی وہ صدق و ثبات تھا جو سرزمین کابل پر حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ نے دکھایا جس کی تفصیل بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ انہی کے نقش قدم پر چل کر حضرت نعمت اللہ صاحب نے اپنے خون سے صدق کی تصدیق کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے کلام میں صدق پر بڑا زور دیا ہے مثلاً ؎

میل افتد گر ست جانب یار ✣ جانبِ صدق را عزیز بدار

اور فرمایا۔ پائے خود را جدا کن از تن خویش ✣ چوں نہ گیرد سبے صداقت پیش

پھر فرمایا ؎

گمرہی تا دمے کہ سرتابی ٭ چوں بجوئی ز صدقِ دل یابی

یہ صدق حضور کی صحبت میں كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کے فرمان کے مطابق حاصل ہو سکتا ہے فرمایا ؎

از سرِ صدق و ثبات و غمخواری ٭ روزگارِ در حضورِ ما بری
عالم بینی بہ ربانی نشاں ٭ سوئے رحماں خالق دو عالم را کشاں

جیساکہ اوپر ذکر ہوا کہ جماعت احمدیہ ہمیشہ صدق و ثبات پر بفضلِ خدا دائم قائم رہی ہے۔ بعض نے اس صدق و ثبات میں اپنی جانیں دیں۔ سنگسار اور قتل ہوئے بعض اس صدق و ثبات کے اندر تبلیغ کرتے ہوئے غیر ممالک میں فوت ہوئے اور وہیں مدفون ہو کر زندۂ جاوید ہیں۔

وقفِ زندگی صدق و ثبات کا مظاہرہ ہے اور تبلیغ حق اس صدق و ثبات کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ نظام سلسلہ کی پابندی صدق و ثبات کے بغیر ممکن نہیں۔ تحریک شدھی یا تحریک کشمیر سب میں صدق و ثبات والوں نے بڑھ کر قدم مارے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے مظفر و منصور ہوئے۔ کیونکہ ؎

کار و بارِ صادقاں ہرگز نہ ماند ناتمام
صادقاں را دستِ حق باشد نہاں در آستیں

تحریک شدھی میں سینکڑوں واقعات اس صدق و ثبات کے دنیا نے دیکھے میں ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ مرزا غلام رسول صاحب پشاوری مرحوم ۱۹۲۳ء میں جب شدھی کی تحریک زوروں پر تھی، موضع اس بار ضلع متھرا میں تعینات تھے آریہ پرچارک نے ملکانوں کو بھڑکا کر انہیں قتل کروانا چاہا۔ سینکڑوں آدمیوں نے اس اکیلی جان پر حملہ کر دیا لیکن دو آدمی ان کی حمایت کے لئے سامنے آئے۔ باوجود اس کے مرحوم نے اپنی جگہ نہ چھوڑی کہ میرے امام نے مجھے یہاں مقرر فرمایا ہے۔ اس واقعہ کا جب حضور کو علم ہوا تو حضور نے فرمایا کہ وہ دن کے وقت بے شک اس بار میں تبلیغ کریں لیکن احتیاطاً رات کے وقت پاس کے گاؤں میں بسیرا کریں چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا اور مرزا صاحب مرحوم کے صدق و ثبات نے جہاں دشمنوں کے حوصلے پست کر دیئے وہاں ہمارے مبلغ بھی اس قسم کے حملوں کے خلاف سینہ سپر اور جاں بکف ہوگئے۔ متھرا میں ملزمان پر مقدمہ چلا۔ پندرہ آدمیوں کو سزا ہوئی۔ خاکسار اس مقدمہ کی پیروی میں شامل تھا بالآخر اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ حملہ آور لوگ شدھی کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوگئے۔ جن دو آدمیوں نے مولوی صاحب کی حمایت کی تھی۔ مولوی صاحب سالہا سال تک انہیں خفیہ طور پر اپنی جیب سے ماہانہ وظیفہ دیتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کا یہ اصول تھا کہ جس شخص کو کام پر لگایا جائے وہ امام کی اجازت کے بغیر وہاں سے نہ ہٹے۔ یہی نمونہ اور اصول صدق و ثبات کا جماعت میں جاری و ساری رہا۔ اس کے برعکس ایک شخص کو

ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرنے کا حضورؓ کا حکم ہوا۔ اس نے سرتابی کی۔ حضورؓ نے حکم دیا کہ اسے جماعت کا کام نہ دیا جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شخص رفتہ رفتہ احمدیت سے علیحدہ ہو گیا۔ اور اسی حالت میں اس کی موت ہوئی

سے بندگی در قبولِ فرمان است ؎ ترکِ فرماں دلیلِ حرمان است

ہماری جماعت میں صدق وثبات امام کی اطاعت سے ہی جلوہ گر ہوتا رہا ہے۔ ہزاروں ہزار احمدی اپنا فرض ادا کر کے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے اور جو ہیں وہ اپنے عہد بیعت کو پورا کرنے کے لئے کوشاں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا (احزاب آیت ۲۳)

چنانچہ جب حقیقی مومنوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی ہیں جن کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بالکل سچ بولا تھا اور ان کو اس واقعہ نے ایمان اور اطاعت میں بڑھایا۔ (کمزور نہیں کیا)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (سورۂ احزاب آیت ۲۴)

ان مومنوں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا سچا کر دیا۔ پس بعض تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نیت کو پورا کر دیا اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں اور اپنے ارادہ میں کوئی تزلزل انہوں نے نہیں آنے دیا۔

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (سورۂ احزاب آیت ۲۵)

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے صادقوں کو ان کے صدق کا بدلہ دے گا اور اگر چاہے گا تو منافقوں کو عذاب دے گا یا ان پر رحم کرے گا اور اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

دیکھنے اور غور کرنے والی بات یہ ہے وقف زندگی اور اکناف عالم میں تبلیغ کرنا آیا یہ صدق وثبات ہمارے غیر دوں میں کسی جماعت یا ادارے یا سلطنت میں پایا جاتا ہے۔ ہزاروں قسم کی تنظیمیں دنیا میں موجود ہیں۔ مگر دین حق کی اشاعت کے لئے قربانی اور لیظھرہ علی الدین کلہ کے لئے کوشش اس دنیا میں کسی جگہ بھی پائی نہیں جاتی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ یہ ہماری جماعت کا منصب ہے اور یہ قافلہ اسی طرح انشاء اللہ چلتا رہے گا کہ ایک حصہ مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ کا مصداق اور ایک حصہ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ کا امیدوار رہے گا تا آنکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

خلافتِ ثالثہ کے موجودہ دور میں ہماری ذمہ داریاں

مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب قائد ایثار مجلس مرکزیہ

یہ دور دجالی فتنوں کا دور ہے جس کے مٹنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عزت و جلال اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار و برکات کے ظہور کے لئے خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو آپ کی دعاؤں کے نتیجہ میں انصار اللہ کی مخلص جماعت عطا فرمائی۔ پھر آپ کے مشن کی تکمیل کے لئے آپ کی وفات کے بعد خلافتِ دائمی کا وعدہ فرمایا۔ چونکہ اس زمانہ میں رحمٰن اور شیطان کی آخری جنگ ہے اور ہم خدا کی فوج کے سپاہی ہیں اس واسطے ہمارے لئے کامیابی کی یہی راہ ہے کہ ہم بدلے ہوئے حالات میں بدلا ہوا تقویٰ اختیار کریں۔ دنیا کے ہر اہم حادثہ پر انسان کے اندر طبعی طور پر کچھ تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً آدمی بیٹھا ہوا ہوتا ہے ایک عزیز یا قریبی پاس سے گزرتا ہے تو معاً چہرے کی رنگت متغیر ہو جاتی ہے۔ کوئی بڑا آدمی گزرتا ہے تو اس کے لئے وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو جاتا ہے۔ یا کم از کم ہل جاتا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی آمد کا علم ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو عظیم الشان ابتلاء آتے ہیں قرآن کریم میں ان کو خدا کا آنا قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح بڑے انعام کے ظہور کو خدا کا ظہور قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت اے انصار اللہ! خدا نے افواج محمدی کا جو سپہ سالار آپ کو عطا کیا ہے وہ کوئی معمولی انسان نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ بتایا ہے:۔

انا نبشرك بغلام مظهر الحق والعلاء كان الله نزل من السماء انا نبشرك بغلام نافلة لك

یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا کا نزول ہوگا اور ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔

پھر آپ کے والد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو خدا نے بتایا:

"میں تجھے ایک لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔"

(الفضل ۵ مارچ ۱۹۱۵ء)

پھر خدا نے آپ کو قدرتِ ثانیہ کا تیسرا مظہر بنایا جس کی بابت ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً

یہ بتایا گیا: انا نبشرک بغلام اسمہ یحیٰی الم تر کیف فعل ربّک باصحاب الفیل
یعنی ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو عمر پانے والا ہوگا۔ کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا کیا۔

یہ الہام ۷ ر نومبر ۱۹۰۷ء کا ہے۔ اس میں ایک پسر کی بشارت دی گئی ہے جسے نافلہ کہا گیا ہے کیونکہ پوتے کے لئے بیٹے کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا ابن عبد المطلب حالانکہ آپؐ حضرت عبد المطلب کے پوتے تھے۔ اس لئے یہ الہام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے حق میں ہے۔ خدا نے آپ کے زمانہ میں مخالفینِ اسلام کی بابت یہ خبر دی ہے کہ وہ اصحاب الفیل کی طرح اسلام پر حملہ آور ہوں گے۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۶ء میں یہ بشارت دی

"میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالےٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالےٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہوگا تو اگر دنیا کی کُل حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

پس اے انصار اللہ خدا کا یہ بڑا فضل ہے کہ اس نے آپ کو ایسا زمانہ نصیب کیا۔ جونکہ شیطان کی شکست اور اسلام کی فتح قریب کی گئی ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"میں آپ سب کو پوری قوت سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے غلبہ کا عظیم دن طلوع ہو چکا ہے دنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت کو ٹال نہیں سکتی۔ احمدیت فتح مند ہو کے رہے گی انشاء اللہ آئندہ پچیس سال کے اندر اندر اسلام کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ میں بوڑھوں اور جوانوں مردوں اور عورتوں سے پکار کر کہتا ہوں کہ اللہ کے دین کی خاطر قربانی کے لئے آگے آؤ۔ اسلام کی فتح کے دن اٹل ہیں اگرچہ بادی النظر میں یہ چیز ناممکن نظر آتی ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اسلام کے غلبہ کا دن طلوع ہو چکا ہے۔ اس کا فضل شامل حال رہا تو یہ بظاہر ناممکن ممکن ہو کے رہیگا

(الفضل ۲ ر جون ۱۹۷۰ء صہ ۳)

اے انصار اللہ اے حامیانِ دین! خلیفہ وقت کی یہ بشارت ہم پر بہت سی ذمہ داریوں کو عائد کرتی ہے۔ جن میں سے چند ایک کی طرف نشاندہی کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلی ذمہ واری } ہم پر لازم ہے کہ ہم خلافت کی اہمیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ کیونکہ خلافت کا ہمارے ایمانوں سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہر شخص یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ وہ مومن اور نیکوکار ہے بلکہ مسلمانوں کی ہر جماعت کا یہی دعوےٰ ہے۔ پھر یہ کیونکر فیصلہ کیا

جا سکتا ہے کہ صحیح معنوں میں کون مومن ہے اور کون نہیں۔ چونکہ ایمان کی تعریف ہی یہ ہے۔ تصدیق بالقلب اور اقرارٌ باللسان۔ اس کے ماتحت ہم زبان کا اقرار تو سن سکتے اور سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن دل کے راز کا واقف تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں۔ دل کا راز تو وہ علام الغیوب ہی جانتا ہے۔ اس لئے ہم کو اس بارے میں خدا کے کلام کی شہادت مطلوب ہوگی اور ہم اسی کو سچا مومن سمجھیں گے۔ جسے خدا مومن قرار دے۔ خدا کی گواہی ہمیں کیونکر حاصل ہو۔ اس بارے میں خدا نے ایک اصل قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ اُوْفُوْا بِعَهْدِيْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ کہ اے لوگو تم میرے عہد پورے کرو تو میں نے تم سے جو عہد کئے ہیں میں انہیں پورا کروں گا۔ پس جس جماعت یا فرد نے خدا سے اپنے عہدوں کو پورا کرتا ہے وہی گروہ خدا کی نگاہ میں مومن و نیکو کار ہوگا۔ آئیے ہم یہ بات قرآن کریم سے ہی معلوم کریں۔ کہ خدا نے مومن بندوں سے کیا کیا وعدے کئے ہیں۔ اور وہ کن کے حق میں پورے ہوتے۔ سو ایک وعدہ خدا کا مومن بندوں سے یہ ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کہ خدا مومن اور نیکو کار لوگوں میں ویسے ہی خلیفہ مقرر کرے گا جیسے پہلے لوگوں میں اس نے خلیفہ مقرر کئے۔ یہ بات صرف ہم نہیں کہتے بلکہ جب ہندوستان میں علی برادران نے خلافت موومنٹ شروع کی تھی قطع نظر اس کے کہ وہ صحیح تھی یا غلط اس میں جو لوگ سرگرم عمل تھے وہ بھی علی الاعلان یہی کہتے تھے کہ

> "اگر ہم میں ایمان اور اعمال صالحہ ہوتے تو ہم سے خلافت جیسی نعمت عظمیٰ کے حصول کی اہلیت مسلوب نہ کرلی جاتی"

پس خلیفہ کا وجود ہمارے مومن اور نیکو کار ہونے کی آسمانی شہادت ہے۔ جب خلافت کا ہمارے ایمانوں سے اتنا گہرا تعلق ہے تو ہم پر کیا یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ ہم دل و جان سے اس کی قدر کریں اور شب و روز پروانوں کی طرح اس شمع کے گرد چکر لگائیں اور اس کی اطاعت میں محو ہو جائیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:-

> "ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہیئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہیئے۔ امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے"
>
> (الفضل ۵ جون ۱۹۳۷ء)

نیز حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفۂ وقت کی اطاعت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے ایک اور جگہ فرماتے ہیں:-

> "ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں۔ جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ

میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا۔ اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔"

(الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ء)

دوسری ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مختلف اشیاء میں مختلف خواص رکھے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی اور یہ خاصیتیں خواہ بظاہر دیکھنے میں آئیں یا نہ آئیں مگر چیزوں میں موجود ضرور ہوتی ہیں۔ ان ہی خاصیتوں کے جاننے سے حکماء امراض کا علاج کرتے ہیں اور ماہرین زندگی کے لئے مختلف قسم کی آسانیاں پیدا کر لیتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح سماجی اخلاقی اور روحانی امور میں بھی اللہ تعالیٰ نے مخصوص خوبیاں رکھی ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یدُ اللہ علی الجماعۃ یعنی جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے اور جماعت کو خدا تعالیٰ کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح قرآن کریم ہم کو یہ بتاتا ہے کہ اسلامی خلافت میں ہی خدا نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ دین کی تمکنت کا موجب ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ۔ یعنی خدا اسلام کو خلفاء کے ذریعہ تمکنت عطا کرے گا۔ موجودہ زمانہ میں اس حقیقت پر ہم سب گواہ ہیں کہ اس زمانہ میں مسلمان حکومتیں بھی ہیں اور انجمنیں اور تنظیمیں بھی ہیں ثروت و دولت اور جتھہ بھی ہے لیکن وہ اسلام کی اشاعت نہ کر سکیں۔ اور خدا نے خلافت احمدیہ کے ذریعہ ہی دین کو قوت و تمکنت عطا کی اور روز بروز جماعت ترقی کرتی چلی جارہی ہے اب کی پوری تاریخ ارشاد خداوندی وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ کی تفسیر ہے۔ آج اسلام کے جانباز سپاہی علم اسلامی لئے دور دنیا کے کناروں تک پہنچ چکے ہیں۔ اور یہ کاروان حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی میں رواں دواں ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔" (درس القرآن ص۷۲ مطبوعہ ۱۹۲۱ء)

مَیں یہاں خلافتِ ثالثہ کے مبارک و مقدس دَور میں دین کو حاصل ہونے والی تمکنت کا ایک خاص پہلو دکھانے کے لئے ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے یورپ اور مغربی افریقہ کے تاریخی سفروں کو ان کے عظیم الشان نتائج کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

یورپ اور مغربی افریقہ کے سفر کا ذکر قرآن مجید میں آپ جانتے ہیں کہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن دجال ہے جو مغربی ممالک میں سارا یورپ اس کے زیر اثر ہے

اور افریقہ کا بیشتر حصہ اس کا شکار تھا۔ ان حالات میں غلبۂ اسلام کی تدابیر کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء کا سفر کرنے کا قرآن مجید میں ذکر ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے سفر کے بغیر اسلام کی حفاظت کامل نہیں ہو سکتی۔ یہ ذکر سورۂ کہف ہے جس میں اللہ تعالیٰ ذوالقرنین کی نسبت فرماتا ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ۝ (سورہ کہف آیت ۸۷)

یعنی ذوالقرنین ایک راستہ کی طرف چلا یہاں تک کہ وہ مغرب کے ملکوں میں پہنچ گیا اور دیکھا کہ یہ ممالک جہاں سورج ڈوبتا ہے ایک گدلے چشمہ کی طرح ہیں جس میں پانی تو ہے مگر بودار اور گندہ جو استعمال کے قابل نہیں رہا اور اس نے اس چشمہ کے پاس ایک قوم دیکھی جس کی نسبت ہم نے ذوالقرنین سے کہا تو ان کے متعلق کوئی فیصلہ کر یا تو یہ فیصلہ کر کہ ان کو تباہ کر دینے کا حکم دیا تو ان سے ایسا سلوک کر کہ ان کی حالت اچھی ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ذوالقرنین آپ کا نام ہے اور گدلے چشمے سے مراد مسیحی تعلیم ہے جو ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مگر اب وہ خراب ہو گئی ہے اور استعمال کے قابل نہیں۔ مغرب کے لوگ اس چشمہ کے پاس ہیں یعنی اس گندی تعلیم کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور قرآن کریم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مطابق ذوالقرنین آپ ہیں اور مغربی ممالک سے مراد وہ مغربی قومیں ہیں جو مسیحیت کے چشمہ پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود یا ان کے جانشین کو ان ممالک کا سفر کرنا ہوگا کیونکہ قرآن میں لکھا ہے۔ فَاَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ ذوالقرنین ایسے ملک کی طرف گیا جو مغرب میں تھا۔

پس یہ سفر قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق تھا اور یہ سفر تبلیغ کے متعلق اصول طے کرنے اور علم حاصل کرنے کے لئے تھا کیونکہ آیت قرآنی میں یہ کہا گیا ہے کہ خواہ ان کی بھلائی کی تدبیر کر خواہ ان کو ہلاک کر۔ گویا اللہ نے اسے اختیار دیا ہے کہ وہ کامل غور کے بعد فیصلہ کرے۔ پس یہ فیصلہ خلیفۂ وقت حالات دیکھ کر ہی کر سکتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سفر یورپ میں مغربی ممالک کو آنے والے عذابوں سے متنبہ کیا اور افریقہ میں مسیحیت کے استعمار سے بچانے کے لئے بہترین اسکیمیں تیار کیں اور اس کی تکمیل کے لئے نصرت جہاں ریزرو فنڈ قائم فرمایا اور ڈاکٹروں اور پروفیسروں کو طلب فرمایا۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم خلیفۂ وقت کے اس مبارک سفر کے ماتحت جو سکیمیں اس نے تیار کی ہیں ان میں اس کا ہاتھ بٹائیں اور اپنی جان، مال، جذبات و وطن کی قربانی پیش کریں۔ کیونکہ اس کے بغیر غلبۂ اسلام کی فتح کے ہم حصہ دار نہ بن سکیں گے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں:-

"اگر مبلغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا پانچ ہزار روپیہ کیا۔ پانچ لاکھ روپے کیا۔ پانچ ارب روپے کیا اگر ساری دنیا کی جائیں بھی خلیفہ کے حکم کے آگے قربان کر دی جائیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں۔ انہیں بار بار بتایا جائے کہ ساری برکت نظام میں ہے۔ انہیں سمجھایا جائے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے نظام اٹھا لیتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس قوم پر اپنی لعنت ڈالنا چاہتا ہے۔ اگر یہ باتیں ہر مرد ہر عورت ہر بچے ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور ان کے دلوں پر ان کا نقش کیا جائے تو وہ ٹھوکریں جو عدم علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں۔"

(تعلیم العقائد و الاعمال خطبات حضرت مصلح موعود ص۶۳)

تیسری ذمہ داری ہم پر یہ ہے کہ ہم کثرت سے تسبیح و تحمید میں لگے رہیں کیونکہ قرآن کریم نے فتح و نصرت کے زمانہ کے قریب آنے کے ساتھ اس کا حکم دیا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔

یعنی جب اللہ کی فتح و نصرت آئے گی اور تو یہ نظارہ دیکھے گا کہ لوگ فوج در فوج خدا کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اس موقعہ پر خدا کی حمد و تسبیح کر اور استغفار کر کہ خدا رجوع برحمت ہونے والا ہے۔

قوم کے بڑھاؤ کے ساتھ عدم تربیت کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اس لئے خدا نے ہمیں یہ حکم دیا اور اسی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر فرد جماعت پر تسبیح و تحمید اور استغفار کو لازم قرار دیا ہے سو ہمیں چاہئیے کہ ہم اس طرف سے ہرگز غفلت نہ برتیں کیونکہ ہمارا یہ فعل ہم کو خدا کی معرفت اور اس کا قرب عطا کرے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اگر وہ (جماعت کے لوگ اور علماء) قلب کی اصلاح کریں اور لوگوں کے دلوں میں عرفان اور اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کر دیں تو کروڑوں کروڑ لوگ احمدیت میں داخل ہونے لگ جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اگر تبلیغ کے ذریعہ تم اپنے مذہب کی اشاعت کرو گے تو ایک ایک دو دو کر کے لوگ تمہاری طرف آئیں گے۔ لیکن اگر تم استغفار اور تسبیح کرو اور اپنی جماعت سے گناہ دور کر دو تو پھر فوج در فوج لوگ آئیں گے۔ اور تمہارے اندر

نمبر	نام	
	چک نمبر ۲۷۰/۸ کا چیلہ	
	ضلع تھرپارکر	
۹۳	مکرم صوفی غلام محمد صاحب تاجکا	A
۹۴	" اعجاز احمد صاحب ایاز	B
۹۵	" عبدالعزیز صاحب خالد	B
۹۶	" فضل دین صاحب	B
	گولیکی ضلع گجرات	
۹۷	" اللہ دتا صاحب	A
۹۸	" پیر محمد اکبر صاحب ستراہ	A
۹۹	" پیر فیض عالم صاحب	A
۱۰۰	" نوشی محمد صاحب	A
	بہاول نگر شہر	
۱۰۱	" چوہدری غلام نبی صاحب	A
	شیخوپورہ	
۱۰۲	" عبدالخالق صاحب	A
۱۰۳	" شہاب الدین صاحب	A
۱۰۴	" شیخ گلزار محمد صاحب	A
۱۰۵	" حکیم مرغوب اللہ صاحب	A
	منڈی بہاؤالدین	
۱۰۶	ضلع گجرات	
۱۰۷	" چوہدری نذیر احمد صاحب	B
	اٹبہ ضلع شیخوپورہ	
۱۰۸	" حکیم عبدالرحمن صاحب	A
	چک چھور	
۱۰۹	" سید علی ہاشمی صاحب	A

نمبر	نام	
	باغبانپورہ لاہور	
۱۱۱	مکرم عبدالرحمن صاحب	B
	باڈہ مسن ضلع لاڑکانہ	
۱۱۲	" حکم الدین صاحب	A
	دارالرحمت غربی ربوہ	
۱۱۳	" حکیم عبدالرحمن شاہ صاحب	A
۱۱۴	" غلام احمد صاحب	A
	ریٹائرڈ ٹیچر	
۱۱۵	" کیپٹن محمد سعید صاحب	A
	سکھر سندھ	
۱۱۶	" راجہ فخرالدین صاحب	A
	صدر جھنگ	
۱۱۷	" عبدالرحمن صاحب	A
	راجگڑھ لاہور	
۱۱۸	" عبدالغفور صاحب	A
۱۱۹	" بشیر احمد صاحب کوثر	A
	پرانی انارکلی لاہور	
۱۲۰	" میاں اکبر علی صاحب	A
۱۲۱	" قریشی عبدالشکور صاحب	A
	رحمٰن پورہ لاہور	
۱۲۲	" محمد اکرم صاحب	A
۱۲۳	" محمد عزیز صاحب	A
۱۲۴	" قاضی محمد منیر صاحب	A
۱۲۵	" غلام محمد صاحب	B
	کینال پارک لاہور	
۱۲۶	" غلام محمد صاحب	A

نمبر	نام	
۱۲۷	مکرم قاضی غلام نبی صاحب	B
۱۲۹	" علی محمد صاحب	A
	بھاٹی گیٹ لاہور	
۱۳۰	" غلام احمد صاحب تسکین	A
۱۳۱	" میاں محمد اسحٰق صاحب	
	ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر	B
۱۳۲	" سید عبدالرحیم صاحب	A
۱۳۳	" ملک محمد صدیق صاحب	A
	سٹیشن ماسٹر	
۱۳۴	" ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب	A
۱۳۵	" مرید حسین صاحب	B
۱۳۶	" بشیر احمد صاحب	A
۱۳۷	" محمد بشیر صاحب شاہ	A
۱۳۸	" ملک محمد اسمٰعیل صاحب	A
۱۳۹	" ایم نظر محمد صاحب	B
۱۴۰	" ڈاکٹر محمد شفیق صاحب	A
۱۴۱	" غلام محمد صاحب ثالث	A
۱۴۲	" شیخ محبوب الٰہی صاحب	A
۱۴۳	" میر تاج دین صاحب	B
۱۴۴	" محمد لطیف صاحب	B
۱۴۵	" سید زمان شاہ صاحب بخاری	A
۱۴۶	" غلام نبی صاحب لون	A
۱۴۷	" محمد شریف صاحب	A
۱۴۸	" سلامت علی صاحب	A
۱۴۹	" ڈاکٹر عبدالرشید صاحب	A

شامل ہو جائیں گے۔" (خطبات تعلیم العقائد ص۶۶)

چوتھی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم غلبۂ اسلام کے لئے دعاؤں میں لگ جائیں کہ بغیر دعا یہ منزل طے نہ ہوگی اور یاد رکھیئے کہ دعا کی توفیق بھی خدا کے فضل سے ملتی ہے اور اس کا بڑا ذریعہ یہ ہے کہ ہم اپنے تمام مقاصد کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بار بار دعا کے لئے لکھیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ "منصب خلافت" ص۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز فرماتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہے"۔

بالآخر میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و توانا ہمارے پیارے امام کو کام کرنے والی صحت والی لمبی عمر عطا فرما اور ہم کو ایسی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرما کہ ہم سے سچ مچ ہر ایک حضور کا عضو بن جائے۔ جو آپ کے ارادے کے ساتھ ہی آپ کی منشاء کے مطابق حرکت میں آجائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر دے۔ آمین

دینی کاموں کے لئے دن رات ایک کر دو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ وقت بھی ایک قسم کے جہاد کا ہے۔ مَیں رات کے تین تین بجے تک جاگتا ہوں۔ اِس لئے ہر ایک کو چاہیئے کہ اِس (جہاد) میں حصّہ لے اور دینی ضرورتوں اور دینی کاموں میں دن رات ایک کر دے"۔

(ملفوظات جلد چہارم ص۱۹۶)

"لیپ فارورڈ" پروگرام اور اس کی عظمت و اہمیت

اِس پروگرام کا اجراء بہت سی الٰہی تقدیروں کا مظہر ہے

مکرم اخوند فیاض احمد صاحب لاہور

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حالیہ دورہ مغربی افریقہ کے بعد ایک خاص پروگرام کا اعلان فرمایا جس کا نام حضور ایدہ اللہ نے

LEAP--FORWARD PROGRMME.

مقرر فرمایا ہے۔ اگرچہ اس پروگرام کے تحت فوری طور پر مغربی افریقہ کے ممالک میں متعدد نئے طبی اور تعلیمی مراکز کا اہتمام کیا جائے گا لیکن درحقیقت یہ عظیم الشان پروگرام خاص الٰہی منشاء اور تقدیر کے ماتحت بہت سے محیر العقول اور معجزانہ رنگ میں عنقریب ظاہر ہونے والے واقعات اور انقلابات کا موجب بننے والا ہے۔ چنانچہ ان امور کی طرف ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذیل کے کلمات سے راہ نمائی حاصل ہوتی ہے۔ جو حضور نے جماعت احمدیہ کو مخاطب کرکے فرمائے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہو رہے ہیں ان سے حاصل کرنے کا دروازہ آپ کے لئے کھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا موقعہ آپ کو دے دیا ہے۔ آپ اس کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کو حاصل کریں اور اس کے پیار اور اس کی رضا کے وارث بنیں۔" (الفضل ۲۲ جولائی ۱۹۷۰ء)

حضور کے جاری فرمودہ "لیپ فارورڈ پروگرام"

کے ذریعہ خاص الٰہی فضلوں اور رحمتوں کے عام ہونے کی طرف اشارہ اس امر میں بھی پایا جاتا ہے کہ حضور نے جو فنڈ اس پروگرام کو جاری رکھنے کے لئے فوری طور پر قائم فرمایا ہے اس کا نام

"نصرت جہاں ریزرو فنڈ"

رکھا ہے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عظیم الشان الہامی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس

میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان (یعنی خاندان سادات۔ ناقل) کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے۔۔۔۔۔ میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاول کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔" (تریاق القلوب)

۱۹۷۰ء میں دورہ مغربی افریقہ سے قبل ۱۹۶۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے متعدد یورپین ممالک کا دورہ فرمایا تھا۔ حضور کے دورۂ یورپ کی ایک غرض ڈنمارک کے دارالسلطنت کوپن ہیگن میں

"مسجد نصرت جہاں"

کا افتتاح فرمانا تھی۔ غرض ۱۹۶۷ء میں حضور کا دورۂ یورپ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو کتاب "تریاق القلوب" میں درج ہے اور جس کا اقتباس اوپر نقل کیا گیا ہے۔

گزشتہ دورۂ یورپ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے برطانیہ کے دارالسلطنت لنڈن میں ایک جلسہ میں وہ پُرشوکت تقریر فرمائی جس میں اقوام مغرب کو آئندہ جلد آنے والی تباہیوں کے متعلق انذار فرمایا اور اس کے ساتھ اسلام کے خاص غلبہ کی بشارت دی۔ حضور کا یہ پیغام نہایت وسیع پیمانے پر شائع ہو چکا ہے۔

حضور نے اپنے اس کلام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ ذیل پیشگوئی کو دہرایا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان اخبار غیب پر مشتمل ہے:۔

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے ۔۔۔۔۔ میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا۔ اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر و توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کو فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے ۔۔۔۔۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔۔۔۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی

ہو بہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کردے۔ وہ دن قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کردے گا۔" (اشتہار ۱۴ر جنوری ۱۸۹۷ء)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے الفاظ جو ۱۹۷۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازسرِنو یورپ کے فرزانوں کو پڑھ کر سنائے تھے کہ:۔

" وہ دن قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، ملکوں میں پھیلے گی۔"

تین ہی سال کے اندر ایک عظیم الشان معجزہ اور نشانِ آسمانی بن کر سرزمین افریقہ کے بیابانوں اور "تاریک براعظم" کے لاکھوں باشندوں کی زبان سے کلمۂ توحید کے اقرار کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ میں:۔

" اب اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور جلال اور حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے جو جلوے مجھے اور میرے ساتھیوں کو مغربی افریقہ میں دکھائے ان کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں ہے۔"

(بحوالہ الفضل دورہ مغربی افریقہ نمبر)

پس افریقہ کے باشندوں کا خدا کے مقرر کردہ خلیفۂ راشد کے حضور والہانہ اظہار ایمان اور عقیدت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق یقیناً اس امر کی عظیم الشان علامت ہے کہ اب

" وہ دن قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید . . . . ملکوں میں پھیلے گی۔"

چنانچہ سیرالیون میں مسلم کانگریس کے استقبالیہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خطاب فرمایا اس میں پھر ساری دنیا میں اسلام کے جلد غلبہ کی پیشگوئی نہایت پُرشوکت الفاظ میں فرمائی۔ حضور کے اس خطاب کے متعلق نامہ نگار کی رپورٹ کا اقتباس درج ذیل ہے:۔

" حضرت اقدس نے بڑے جلال سے بلند آواز کے ساتھ ایک اعلان کیا۔ حضور کی آواز بجلی کی طرح کڑکی اور جسم و جان میں سرایت کر گئی۔ حضور نے فرمایا میں آپ کو پوری قوت سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے غلبہ کا عظیم دن طلوع ہو چکا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت کو ٹال نہیں سکتی۔ احمدیت فتح مند ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ آئندہ پچیس سال کے اندر اندر اسلام کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ . . . .

مَیں نے ۱۹۶۷ء کے دورے کے وقت یورپ کو خبردار کیا تھا کہ اپنے خالق کی طرف لوٹ کر آؤ۔ ورنہ مٹ جانے کے لئے تیار ہو جاؤ......۔ فتح مکہ سے ایک سال پہلے کون کہہ سکتا تھا کہ مسلمان مکہ کو فتح کرلیں گے۔ لیکن یہ بظاہر انہونی ہو کر رہی۔ اسی طرح ہمیں، اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اسلام کی آخری فتح کے دن بہت قریب ہیں"۔ (الفضل ۲؍جون ۱۹۷۰ء)

غرض حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ افریقہ اور حضور کے جاری فرمودہ

لیپ فارورڈ پروگرام

کا تعلق محض افریقن ممالک سے ہی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی اور خود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے واضح ہے کہ اس عظیم الشان پروگرام کا اصل تعلق تمام دنیا میں جلد ظاہر ہونے والے غلبۂ اسلام کے ساتھ ہے۔

اس امر کی تصدیق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیشگوئیوں سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ صفات فرمائی تھیں۔

"وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔ (اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء)

ان عظیم الشان صفات کے ماتحت، افریقہ کے "تاریک براعظم" میں بسنے والی قوموں کو صدیوں کی جہالت اور عیسائیت کی یورش سے نجات دلانے اور خدا تعالیٰ کی سچی توحید اور اسلام کی زندگی بخش تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے وہاں تبلیغ اسلام کا آغاز فرمایا تھا۔ آپؓ افریقن ممالک کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"خدا نے ان افریقن ممالک کو احمدیت کے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے اور اسلام کی ترقی کے ساتھ ان کا نہایت گہرا تعلق ہے"۔

آپ نے افریقن ممالک میں تبلیغ اسلام کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں کے باشندوں میں حقیقی اسلام کا تعارف اور استحکام۔

"نہ صرف ان لوگوں کی زندگی کا باعث ہوگا بلکہ ساری دنیا کو زندہ کرنے کا ذریعہ بن جائے گا"۔

(خطاب ۱۸؍فروری ۱۹۴۵ء مطبوعہ الفضل ۸؍فروری ۱۹۶۱ء)

پس حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا حالیہ دورۂ مغربی افریقہ، بحیثیت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آنے والے خلیفہ کے دراصل حضرت مصلح موعودؓ کے مشن کو جاری رکھنے کا موجب ہے اور حضور کا جاری کردہ۔

"لیپ فارورڈ پروگرام"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق اس عظیم الشان الہامِ الٰہی کی صداقت کو اب بھی ظاہر کر رہا ہے کہ

"وہ جلد جلد بڑھے گا۔"

اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ افریقہ میں اسلام کے قیام و استحکام کا تمام دنیا میں اسلام و احمدیت کی ترقی اور غلبہ اور دُنیا میں عیسائیت کی آخری شکست کے ساتھ نہایت گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"یہ جنگ جو ہم نے عیسائیت سے لڑنی ہے اس کا فیصلہ افریقہ میں ہوگا۔ کیونکہ اگر آج ہم افریقہ سے عیسائیت کو نکال دیں تو پھر ان کے لئے یہ بڑا ہی مشکل ہے۔ سپین یا جنوبی امریکہ میں اس طرح اکٹھے ہو جانا اور counter attack کے لئے جمع ہو جانا کہ جس میں انہیں کامیابی کی امید ہو۔" (الفضل ۲۰ اگست ۱۹۷۰ء)

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف و الہامات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی یعنی یورپین ممالک میں احمدیت کے اثر و نفوذ کے آغاز کے ساتھ مخالفین احمدیت کو بھی ان کی مخالفانہ کوششوں میں شکست نصیب ہوگی۔ چنانچہ الحکم جلد ۵ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل کشف و الہام شائع ہو چکا ہے:-

"۲۸ اگست ۱۹۰۱ء کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ ہمارے مخالف دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو مسلمان مُلّا مولوی وغیرہ۔ دوسرے عیسائی انگریز وغیرہ۔ دونوں اس مخالفت اور اسلام پر ناجائز حملے کرنے میں زیادتی کرتے ہیں۔ آج ہمیں ان دونوں قوموں کے متعلق ایک نظارہ دکھایا گیا اور الہام کی صورت پیدا ہوئی مگر اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ انگریزوں وغیرہ کے متعلق اس طرح سے تھا کہ ان میں بہت لوگ ہیں جو سچائی کی قدر کریں گے۔ اور مُلّا مولویوں کے متعلق یہ تھا کہ ان میں سے اکثر کی قوت مسلوب ہو گئی ہے۔"

(بحوالہ تذکرہ طبع دوم ص۴۲۳)

غرض سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے الٰہی مشیت کے ماتحت عظیم الشان "لیپ فارورڈ پروگرام" کا اجراء درحقیقت بہت سی الٰہی تقدیروں کا مظہر ہے اور انشاء اللہ جلد جلد دنیا میں ایسے حیرت انگیز انقلاب رونما ہوتے چلے جائیں گے جو مخالفِ اسلام قوتوں کے زوال اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی صداقت اور شوکت اور

غفلت کے تمام دنیا میں قیام و استحکام کا موجب بنتے چلے جائیں گے ۔

دوستو! اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن (حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ اکبر و اللہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین ؛

دُنیا آخرت کی کھیتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

" یہ خوب یاد رکھو کہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے جیسے زمیندار اپنی فصل کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کے دُکھ اور تکالیف اٹھاتا ہے ۔ اسی طرح ہر مومن کو اسکی حفاظت کے لئے کرنا چاہیئے تا کہ دوسرے جہان میں آرام پاوے ۔ اگر اب بے پرواہی کرے گا اور وقت کی قدر نہیں کرے گا تو پھر اس کو اس وقت سخت افسوس اور حسرت ہوگی جب اس جہان سے رخصت ہو کر دوسرے عالم میں جانا پڑیگا اور وہاں اس کے لئے بجز دُکھ اور درد کے اَور کیا ہوگا ؟ اس دنیا میں وہ اس دنیا کے ہم و غم میں مبتلا ہ اور اُس عالم میں اِس ہم و غم کے نتائج ہیں ۔ جو شخص اس عالم کے ہمّ و غم میں مبتلا ہو رہا ہے اور دوسرے عالم کا اسے کوئی فکر نہیں ۔ اگر اسے یک دفعہ ہی پیغام موت آجاوے تو خیال کرو اس کا کیا حال ہوگا ؟ موت تو ایک بازی گاہ ہے ہمیشہ ناگہاں آتی ہے ...... اس لئے تمام راستبازوں نے یہی تعلیم دی ہے کہ انسان ہر وقت اپنا محاسبہ کرتا رہے اور آزماتا رہے کہ اِس وقت موت آجاوے تو کیا وہ تیار ہے یا نہیں ؟

(ملفوظات جلد ہشتم ۴۹، ۵۰)

حقیقی مومن کبھی بوڑھا نہیں ہوتا

اصل چیز عمر نہیں امنگ اور حوصلہ ہے

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں حقیقی مومنوں کی متعدد صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک صفت ایسی ہے جو اس امر پر دال ہے کہ حقیقی مومن کبھی بوڑھے نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ جوان ہی رہتے ہیں۔ بظاہر یہ بات مشاہدہ اور تجربہ کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر شخص خواہ وہ کافر ہو یا مومن ادھیڑ عمر کو پہنچنے کے بعد جسمانی لحاظ سے انحطاط پذیر ہونا شروع ہو جاتا ہے جوں جوں اس کی عمر بڑھتی چلی جاتی ہے اس کی جسمانی طاقتیں رفتہ رفتہ کمزور پڑتی چلی جاتی ہیں۔ اس امر پر خود قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ (یٰسٓ آیت ۶۹) شاہد ناطق ہے اور ہم سب کا ہر روز کا مشاہدہ بھی یہی ہے۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حقیقی مومنوں کو بڑھاپے سے محفوظ رہنے کی کس اعتبار سے ضمانت دی ہے۔

سو جہاں تک مومنوں کے بوڑھا نہ ہونے بلکہ عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ تادم آخر مضبوط سے مضبوط تر اور پہلے سے زیادہ ہی زیادہ طاقتور ہوتے چلے جانے کا تعلق ہے اس سے مراد روحانی صحت اور تندرستی و توانائی کا عروج و ارتقاء ہے۔ جس کا عمل ایک حقیقی مومن کے آخری سانس تک مسلسل جاری رہتا ہے۔ اور اس میں کسی مرحلہ پر انحطاط کی کیفیت رونما نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں حقیقی مومنوں کی روحانی صحت اور تندرستی و توانائی میں عروج و ارتقاء کے اس عمل کو ایمان اور اس کی ترقی پذیر کیفیت سے ظاہر فرمایا ہے بسطور ذیل میں ہم مومنوں کی اس خاص صفت پر قرآن مجید کی رو سے کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔

حقیقی مومن جس کا ہر قدم روحانیت کے میدان میں ترقی کی طرف اٹھ رہا ہوتا ہے ایمان و ایقان کے اعتبار سے کبھی ایک مقام پر سکون اختیار نہیں کرتا بلکہ ہر آن اس کا ایمان پختہ سے پختہ تر ہو رہا ہوتا ہے اور اپنی اسی ہر آن ترقی پذیر قوت کے بل پر وہ روحانی لحاظ سے بڑھاپے کی طرف نہیں بلکہ جوانی کی طرف قدم اٹھا رہا ہوتا ہے۔ جوں جوں وہ عمر کے لحاظ سے آگے بڑھ رہا ہوتا ہے وہ جوان سے

جوان تر اور حسین سے حسین تر بن رہا ہوتا ہے۔ ظاہری لحاظ سے جب کامیابیاں اور کامرانیاں اس کے قدم چومتی ہیں تو اپنے خدا اور اس کی قدرتوں اور اس کے وعدوں پر اس کا ایمان پہلے سے پختہ ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے جب مشکلات و مصائب کی آندھیاں چلتی ہیں۔ مخالفتوں اور ایذا رسانیوں کے طوفان اٹھتے ہیں اور اسے وقتی طور پر ناکامیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے تو اس کے پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی لغزش نہیں آتی بلکہ وہ اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ یہ مشکلات و مصائب یہ مخالفتیں اور ایذا رسانیاں اور یہ ناکامیاں اور نارسائیاں محض وقتی اور عارضی ہیں۔ یہ وہ بھٹی ہے جس میں سے میں کندن بن کر نکلوں گا اور پہلے سے کہیں بڑھ کر کامیابیاں اور کامرانیاں میرے قدم چومیں گی۔ سو اس حالت میں بھی نہ صرف یہ کہ اس کے ایمان میں کمزوری کے قطعاً کوئی آثار ظاہر نہیں ہوتے بلکہ ایمانی لحاظ سے وہ نئی توانائیوں اور نئی رعنائیوں سے ہمکنار ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو وہ جوانوں سے بڑھ کر جوان اور حسینوں سے بڑھ کر حسین نظر آنے لگتا ہے۔ اور وہ اس کی دلکش جوانی اور حسن کو دیکھ کر عش عش کر اٹھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس امر کا ذکر کرتے ہوئے کہ منافق اپنے نفاق میں اور حقیقی مومن اپنے ایمان میں ہر آن ترقی کر رہے ہوتے ہیں فرماتا ہے:-

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○ (التوبہ آیات ۱۲۴، ۱۲۵)

یعنی جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض (یعنی منافق) کہتے ہیں کہ اس سورۃ نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے؟ سو یاد رکھو جو لوگ حقیقی مومن ہیں اس سورۃ نے یقیناً ان کے ایمان میں پہلے کی نسبت اضافہ کر دیا ہے۔ اور وہ اپنے ایمان میں اس اضافہ اور ترقی پر وہ خوش ہوتے ہیں۔ برخلاف ان کے جن کے دل میں بیماری ہے۔ اس سورۃ نے ان کے گند پر اور گند چڑھا دیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایسی حالت میں مریں گے کہ وہ کافر ہوں گے۔

اس آیت سے صاف عیاں ہے کہ حقیقی مومن کو ہر ترقی اور ہر کامیابی ایمانی لحاظ سے پختگی اور قوت و توانائی کی طرف لے جا رہی ہوتی ہے نہ کہ ضعف اور تنزل و انحطاط کی طرف۔ ضعف اور تنزل و انحطاط کی

طرف وہی جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں پہلے سے بیماری ہوتی ہے اسی طرح مومنوں کے ایمان میں ہر آن ہونے والے اضافے اور اس کے نتیجہ میں عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کے روحانی قوت و توانائی اور حسن و رعنائی سے ہمکنار ہوتے چلے جانے اور اس کی دلآویز کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝

(الانفال آیات ۳ و ۴)

یعنی حقیقی مومن وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں اور بھی بڑھا دیتی ہیں۔ ایسے حقیقی مومن اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو نمازوں کو شرائط کے مطابق ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس امر پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ حقیقی مومنوں کا ایمان صرف کامیابیوں کے دوران ہی نہیں بلکہ ابتلاؤں اور مشکلات و مصائب میں بھی ہر آن ترقی پذیر ہو رہا ہوتا ہے چنانچہ فرماتا ہے:۔

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ (آل عمران آیت ۱۷۴)

یعنی حقیقی مومن وہ لوگ ہیں جنہیں دشمنوں نے کہا تھا کہ لوگوں نے تمہارے خلاف لشکر جمع کیا ہے۔ اس لئے تم ان سے ڈرو لیکن ہوا کیا؟ یہی کہ ان کی) اس بات نے ان کے ایمان کو اور بھی بڑھا دیا۔ اور انہوں نے جواباً کہا ہمارے لئے اللہ کی ذات کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

اسی طرح مومنوں کی اس صفت کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝ (الاحزاب آیت ۲۳)

یعنی جب حقیقی مومنوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو (وہ قطعاً نہیں گھبرائے بلکہ انہوں نے) کہا یہ تو وہی لشکر ہیں جن کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اور اللہ اور اس کے رسول نے

بالکل سچ کہا تھا اور ان کو اِس واقعہ نے ایمان اور اطاعت میں اور بھی زیادہ بڑھا دیا یعنی ان میں کسی قسم کی کمزوری پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہوا۔)

الغرض قرآن مجید کی یہ اور ان جیسی اور بہت سی آیات اس امر پر دال ہیں کہ حقیقی مومن عسر، یسر، تنگی و فراخی، کامیابی یا عارضی ناکامی ہر حالت میں اور ہر آن ایمان کے لحاظ سے پختہ سے پختہ تر اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ عمر بڑھنے اور بڑھاپے کی طرف قدم بڑھانے کے ساتھ روحانی لحاظ سے ان میں کسی قسم کا ضعف اور کمزوری پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ روحانی لحاظ سے وہ جوان سے جوان تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور ان کے روحانی حسن اور روحانی رعنائی میں آخر دم تک اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قرآن مجید کی بیان کردہ اس حقیقت پر۔ کہ حقیقی مومن روحانی لحاظ سے کبھی بوڑھا نہیں ہوتا بلکہ جوں جوں جسمانی لحاظ سے وہ بڑھاپے کی طرف قدم بڑھا رہا ہوتا ہے ایمان میں روز افزوں اضافہ کی وجہ سے وہ روحانی لحاظ سے اَور زیادہ جوان مضبوط طاقتور اور تنومند بن رہا ہوتا ہے ۔۔۔ بہت لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ آپ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ راپریل ۱۹۳۸ء میں خدام الاحمدیہ کو بعض نہایت ہی بیش قیمت نصائح سے سرفراز فرماتے ہوئے ساتھ ہی چالیس سال سے اوپر عمر کے احباب کو بھی توجہ دلائی کہ وہ عمر کے لحاظ سے بڑھاپے کی طرف قدم رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو ہرگز بوڑھا خیال نہ کریں بلکہ ایمان کی پختگی کے لحاظ سے اپنے آپ کو جوانوں سے بڑھ کر جوان سمجھیں اور دینی خدمات بجا لانے میں ظاہری نوجوانوں سے کسی طرح پیچھے نہ رہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

"مَیں نے گزشتہ جمعہ میں نوجوانوں کی تنظیم کے متعلق خطبہ پڑھا تھا اور آج اسی سلسلہ میں بعض اَور باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ لیکن میرے ان خطبات کے یہ معنی نہیں کہ کسی خاص عمر کے آدمی خصوصیت کے ساتھ میرے مخاطب ہیں۔ کیونکہ گو یہ صحیح ہے کہ نوجوانوں کی اصطلاح ایک خاص عمر کے آدمی کے لئے بولی جاتی ہے۔ لیکن حقیقتاً انسان نوجوان عمر کے لحاظ سے نہیں بلکہ دل کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص جس کی عمر اٹھارہ سے چالیس سال ہے ضرور نوجوان ہو۔ بالکل ممکن ہے کہ اس عمر کا انسان بوڑھا ہو اور اپنی طاقتوں کو ضائع کر چکا ہو اور یہ ضروری نہیں کہ چالیس سال سے زیادہ عمر کا آدمی ضرور ادھیڑ یا بوڑھا ہو۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص بظاہر بوڑھا یا ادھیڑ عمر کا نظر آتا ہو لیکن اس کا دل خدا تعالےٰ کے سلسلہ کی خدمت کے لئے نوجوانوں سے بھی زیادہ نوجوان ہو۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے مگر کون کہہ سکتا ہے کہ ایک دن بھی آپ پر ایسا آیا جب آپ بوڑھے تھے

چالیس برس کی عمر میں جب آپؐ پر وحی نازل ہوئی آپؐ کے اندر جو جوانی تھی ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ جوان آپؐ وفات کے وقت تھے کیونکہ ایمان انسان کی جوانی کو بڑھاتا اور حوصلوں کو بلند کرتا ہے۔" (الفضل ۱۳ اپریل ۱۹۳۸ء)

اس کے بعد حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ضعیف العمر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جوش خدمت و فدائیت کی ایک مثال بیان کرنے کے بعد فرمایا:۔

"دین کی خدمت کا جو احساس ان کے دل میں تھا اس کے ماتحت اگرچہ جسم جواب دے چکا تھا مگر کام کی امنگ روح میں موجود تھی اور اسی کے ماتحت وہ بعض اوقات بھول جاتے تھے کہ ہم بوڑھے ہو چکے ہیں یا ہمارے جسم اب جواب دے چکے ہیں۔ پس عمر کوئی چیز نہیں بلکہ درحقیقت انسان کی امنگ اور حوصلہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور اسے مقرب بنا دیتا ہے اور جو اس کی کوششوں کو ہر زمانہ میں جا کر نوجوانوں سے آگے بڑھا دیتا ہے۔ پس ان خطبات میں اگرچہ بظاہر میرے مخاطب وہ لوگ ہیں جن کی عمر چالیس سال سے کم ہے مگر حقیقتاً وہ بھی میرے مخاطب ہیں جن کی عمر خواہ کتنی ہو مگر خدمتِ دین میں وہ دوسروں سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور یہ لوگ ظاہری نوجوانوں سے زیادہ ثواب کے مستحق ہوتے ہیں کیونکہ نوجوانوں کے تو جب بھی کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ مگر ان کے جسم جواب دے چکے ہوتے ہیں۔ اور ان کی مثال ان غرباء کی ہوتی ہے جن کے پاس دولت نہیں ہوتی مگر چندوں کے وقت وہ دوسروں سے پیچھے رہنا گوارا نہیں کرتے۔" (الفضل ۱۳ اپریل ۱۹۳۸ء)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ اس حقیقت ــــ کہ مومن کبھی بوڑھا نہیں ہوتا ــــ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا تشریح ــــ میں مجالس انصار اللہ کے اراکین کے لئے ایک بہت بڑا سبق مضمر ہے۔ وہ سب چالیس سال سے اوپر عمر کے افراد ہیں۔ دراصل وہی اس قرآنی صداقت اور اس کی مذکورہ بالا تشریح کے اصل مخاطب ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ ادھیڑ عمر یا بڑھاپے میں قدم رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو جوانوں سے بڑھ کر جوان ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ اور ایمان کی پختگی اور ایمانی قوت و توانائی کے بل پر بڑھاپے یا ضعیف العمری کے احساس کو اپنے قریب نہ پھٹکنے دے۔ اپنے اندر خدمتِ دین کی امنگ اور حوصلہ کو جوان رکھے اور اس طرح دنیا میں دین کی سربلندی کی خاطر خدمت و فدائیت کا نوجوانوں سے بڑھ کر قابلِ قدر اور قابلِ ستائش نمونہ پیش کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے۔ اگر ہم میں سے ہر رکن انصار اللہ اس قرآنی حقیقت کو کہ حقیقی مومن کبھی بوڑھا نہیں ہوتا اچھی طرح سمجھ لے۔ اور اپنے پختہ سے پختہ تر ایمان

کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے میں کوشاں ہوجائے تو کوئی وجہ نہیں کہ خدمتِ دین کے میدان میں ہمارا قدم آگے ہی آگے نہ بڑھتا چلا جائے اور ہم خود جوان ہمتی میں ظاہری نوجوانوں کے لئے قابلِ تقلید نمونہ پیش کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں ؛

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایمان کی پختگی اور روحانی قوت وتوانائی سے مالامال فرماکر اور جوان ہمتی کے اوصاف سے متصف کرکے خدمت و فدائیت کے لحاظ سے اپنے آپ کو جوانوں سے بڑھ کر جوان ثابت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر ہر قدم پر ہمارا حافظ و ناصر ہو تاکہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی کے مصداق ثابت ہوسکیں آمین بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (ایڈیٹر)

اللہ تعالےٰ کن سے پیار کرتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یاد رکھو اب جس کا اصول دنیا ہے اور پھر وہ اس جماعت میں شامل ہے۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک وہ اس جماعت میں شامل نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی اس جماعت میں داخل اور شامل ہے جو دنیا سے دستبردار ہے۔ یہ کوئی مت خیال کرے کہ میں ایسے خیال سے تباہ ہو جاؤں گا۔ یہ خدا شناسی سے دور لے جانیوالا خیال ہے۔ خدا تعالےٰ کبھی اس شخص کو جو محض اُسی کا ہو جاتا ہے ضائع نہیں کرتا بلکہ وہ خود اس کا متکفل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کریم ہے جو شخص اس کی راہ میں کچھ کھوتا ہے وہی کچھ پاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ انہی کو پیار کرتا ہے اور انہیں کی اولاد بابرکت ہوتی ہے جو خدا تعالےٰ کے حکموں کی تعمیل کرتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوگا کہ خدا تعالےٰ کا سچا فرمانبردار ہو اور وہ یا اس کی اولاد تباہ و برباد ہو جاوے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم ص۲۹۷ و ص۲۹۸)

انصار اللہ کا کامیاب ترین مالی سال

سال رواں کے شروع میں خاکسار نے انصار اللہ کے جملہ عہدہ داران اور اراکین کی خدمت میں استدعا کی تھی کہ گزشتہ سال اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اپنی غیر معمولی رحمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ لہٰذا شکرگزاری کا تقاضا ہے کہ خدمت کے ہر میدان میں ہماری جدوجہد تیز سے تیز تر ہو جائے اور اس کا ایک رنگ یہ بھی ہے کہ ہم بحیثیت انصار اللہ سال رواں کو گزشتہ سب سالوں کے مقابلہ میں ایک کامیاب ترین سال ثابت کر دیں۔ چنانچہ اس جہت میں بفضلِ ایزدی قدم اٹھنا شروع ہو گیا ہے۔ تاہم جدوجہد کی موجودہ رفتار کو تسلی بخش قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ابھی مزید جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

امتحان انصار اللہ سہ ماہی دوم

تاریخ امتحان - ۱۱ احسان/جون بروز جمعہ برائے ربوہ - ۱۳ احسان/جون بروز اتوار برائے بیرونجات۔

نصاب:- ۱ - نشان آسمانی

۲ - تین معیار صداقت انبیاء

۳ - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین الہامی دعائیں

۴ - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچ مشہور صحابہ کے نام

نوٹ:- کتاب نشان آسمانی چھوٹی سی کتاب ہے جو الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ سے ۵۰ پیسے میں مل سکتی ہے۔ (قائد تعلیم)

ہفتہ اصلاح و ارشاد کے لئے تجاویز بھجوائیں

قیادت اصلاح و ارشاد کے زیر انتظام ماہِ اگست میں ہفتہ اصلاح و ارشاد منانے کا پروگرام ہے اس کو کامیاب بنانے کے لئے انصار بھائیوں اور زعماء انصار اللہ سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تجاویز ۳۰ اپریل ۱۹۷۱ء تک قائد اصلاح و ارشاد انصار اللہ کو بھجوا دیں۔

(قائد اصلاح و ارشاد مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

نتیجہ امتحان انصاراللہ سہ ماہی چہارم ۱۳۵۰ ہش / ۱۹۷۱ء

مورخہ ۱۱، ۱۲ فتح/دسمبر کو اراکین انصاراللہ کا امتحان منعقد ہوا جس میں نصاب توضیح مرام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین الہامی دعائیں شامل تھیں۔ کل ۳۸۸ احباب شامل امتحان ہوئے۔ مکرم عزیز محمد خان صاحب مسن آباد لاہور و مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب شاد چک ۱۸۵ جھور اوّل اور مکرم شیخ مبارک احمد صاحب حلقہ محمد نگر لاہور و مکرم آفتاب احمد صاحب تسبل کراچی دوم رہے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ آمین

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
	کوئٹہ	
۱	مکرم محمد ادریس عیسیٰ صاحب	A
۲	" مرزا عبد الرشید صاحب	A
۳	" ضیاء الحق خان صاحب	B
۴	" میاں جلال الدین صاحب	A
۵	" فیض الحق خان صاحب	A
۶	" شیخ بشیر احمد صاحب	A
	سکھر	
۷	" میاں عبد الکریم صاحب ٹیلر ماسٹر	A
۸	" محمد عبد الحق صاحب جنجوعہ	A
۹	" اسد اللہ خان صاحب	A
۱۰	" مرزا محمد فاضل صاحب	A
۱۱	" چوہدری محمد حیات صاحب	A
۱۲	" سید قربان علی شاہ صاحب	A
۱۴	مکرم ڈاکٹر عبد الحمید خان صاحب	A
۱۵	" شیخ عبد الاحد صاحب	A
۱۶	" مرزا محمد صادق صاحب	A
	[illegible] کراچی	
۱۷	" کمانڈر محمد سلیم صاحب	A
۱۸	" سردار محمد بشیر احمد صاحب	A
	سولجر بازار کراچی	
۱۹	" شیخ رحمت اللہ صاحب پنشنر	A
	مارٹن روڈ کراچی	
۲۰	" چوہدری احمد خان صاحب	A
۲۱	" ڈاکٹر میجر ظہور الحسن صاحب	A
۲۲	" سید مسعود احمد شاہ صاحب بخاری	A
۲۳	" سید محمود احمد شاہ صاحب بخاری	A
	کورنگی کالونی کراچی	
۲۵	مکرم علی محمد جلال الدین صاحب	B
	مسعود آباد کراچی	A
۲۶	" سید عبد الکریم صاحب	A
۲۷	" محمد شفیع صاحب ہاشمی	B
	جنوبی کراچی	
۲۸	" ڈاکٹر جلال الدین صاحب	A
۲۹	" محمد ایوب صاحب	A
	ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی	
۳۰	مکرم محمد شریف صاحب چغتائی	A
۳۱	" مسعود احمد صاحب خورشید	A
۳۲	" ملک سعید احمد صاحب	A
۳۳	" مرزا محمد حسن صاحب	A
	عزیز آباد کراچی	
۳۴	" حافظ عبد الغفور صاحب	A

[illegible]

۱۵۱	مکرم مرزا احمد سعید صاحب	A
۱۵۲	" سید آفتاب احمد صاحب بخاری	A
۱۵۳	" عطاء الرحمٰن صاحب	B
۱۵۴	" چوہدری منظر علی صاحب	A
۱۵۵	" مرزا ناصر بیگ صاحب	A
۱۵۶	" مستری مبارک احمد صاحب	B
۱۵۷	" شیخ محمد علی صاحب احمری	B
۱۵۸	" ڈاکٹر خواجہ احمد صاحب	A
۱۵۹	" عبدالستار صاحب	A
۱۶۰	" ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	A
۱۶۱	" شیخ ذکاء اللہ صاحب	A
۱۶۲	" ملک منظور احمد خان صاحب	A
۱۶۳	" شیخ بشیر احمد صاحب	A
۱۶۴	" سید احمد صاحب اعجاز	A
۱۶۵	" میاں محمد رفیق صاحب	A
۱۶۶	" میاں محمد شریف صاحب	A
۱۶۷	" ملک معراج الدین صاحب	A
۱۶۸	" ناظر حسین صاحب	A
۱۶۹	" سید سعید احمد صاحب	A
۱۷۰	" رشید احمد صاحب چوہدری ایڈووکیٹ	A
۱۷۱	" صوفی عبدالرحمٰن صاحب ٹھیکیدار	A
۱۷۲	" عزیز محمد خان صاحب	A
	کرشن نگر لاہور	

۱۷۴	مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب	A
۱۷۵	" احمد حسن صاحب	A
۱۷۶	" ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی	A
۱۷۷	" قاضی عطاء اللہ صاحب	A
۱۷۸	" عبدالجلیل صاحب عشرت	A
	سنت نگر لاہور	
۱۷۹	" الطاف حسین صاحب چوہدری	A
۱۸۰	" نصیر احمد صاحب	A
	گنج مغلپورہ لاہور	
۱۸۱	" عبدالحکیم صاحب احمدی	A
۱۸۲	" غلام رسول صاحب چوہدری	A
۱۸۳	" بشیر احمد صاحب گورایا	A
۱۸۴	" ملک عنایت الرحمٰن صاحب	A
۱۸۵	" محمد ابراہیم صاحب امرتسری	A
۱۸۶	" محمد عبدالحق صاحب مجاہد	A
۱۸۷	" غلام نبی صاحب قمر	A
۱۸۸	" ملک مظفر احمد صاحب	A
۱۸۹	" چوہدری غلام محمد صاحب پرویز	A
	شالامار ٹاؤن لاہور	
۱۹۰	" بشیر احمد صاحب باجوہ	B
۱۹۱	" عبدالرحیم صاحب ٹھیکیدار	B
	دارالذکر گڑھی شاہو لاہور	
۱۹۲	" عبدالحی صاحب عارف	A
۱۹۳	" کیپٹن ہدایت علی صاحب	A
۱۹۴	" شیخ امیر علی صاحب	A

۱۹۵	مکرم محمد بشیر صاحب زیروی	A
	مدینہ کالونی لاہور	
۱۹۶	" مرزا صدرالدین صاحب	B
۱۹۷	" اعزاز علی صاحب	A
۱۹۸	" چوہدری محمد عمر صاحب	A
۱۹۹	" عبدالرحمٰن خان صاحب	A
۲۰۰	" محمد ابراہیم صاحب	A
	دھرم پورہ لاہور	
۲۰۱	" شیخ لطف الرحمٰن صاحب	A
	اسلامیہ پارک لاہور	
۲۰۲	" ملک عنایت اللہ صاحب سلیم	A
۲۰۳	" شیخ عبداللطیف صاحب	A
۲۰۴	" سردار بشیر احمد صاحب	A
۲۰۵	" مرزا عبدالکریم صاحب	A
۲۰۶	" ملک بشیر احمد صاحب	A
	محمد نگر لاہور	
۲۰۷	" ملک تفضل کریم صاحب	A
۲۰۸	" شیخ مبارک احمد صاحب آڈیٹر	A
	مصری شاہ لاہور	
۲۰۹	" عبدالحق صاحب	A
۲۱۰	" عبدالرحمٰن صاحب	A
۲۱۱	" ماسٹر غلام نبی صاحب	B
۲۱۲	" شریف احمد صاحب	B
۱۹۳	" فیض احمد صاحب	A
	پیپلز کالونی لاہور	
۲۱۴	" محمد یعقوب صاحب	A

نمبر	نام	درجہ
	جناح کالونی لائلپور	
۲۱۶	مکرم بشیر احمد صاحب قریشی	A
۲۱۷	" قریشی محمد شریف صاحب	A
	مسجد فضل	
۲۱۸	" محمد امین الدین صاحب	A
	جناح کالونی	
۲۱۹	" حشمت اللہ شیخ صاحب	A
	گلبرگ	
۲۲۰	" فیض احمد خان صاحب	A
۲۲۱	" حکیم محمد بخش صاحب	B
	فیکٹری ایریا لائلپور	
۲۲۲	" محمد خورشید صاحب	A
	پشاور	
۲۲۳	" میاں عبدالرفیق صاحب	A
۲۲۴	" محمد الطاف احمد صاحب	A
۲۲۵	" صوبیدار محمد شفیع صاحب	A
۲۲۶	" سید احمد صاحب	A
۲۲۷	" محمود احمد صاحب باجوہ	A
۲۲۸	" عبدالحمید صاحب	A
۲۲۹	" فضل محمود صاحب	A
۲۳۰	" شاہد احمد صاحب	A
۲۳۱	" میاں عبدالرشید صاحب	A
۲۳۲	" مولوی عبدالکریم صاحب	A
۲۳۳	" صوفی رحیم بخش صاحب	A
۲۳۴	" منیر احمد صاحب	A
۲۳۵	" مرزا نذیر احمد صاحب	A

نمبر	نام	درجہ
۲۳۶	مکرم نثار احمد صاحب	A
۲۳۷	" حاجی بختیار احمد صاحب	A
۲۳۸	" مرزا فضل حسین صاحب	A
۲۳۹	" سید احمد حسین صاحب	A
۲۴۰	" چوہدری رکن الدین صاحب	A
	حلقہ سول لائن لاہور	
۲۴۱	" عبدالواحد خان صاحب	A
۲۴۲	" شمس الحق صاحب	A
۲۴۳	بھاٹی گیٹ لاہور	•
۲۴۴	" مستری محمد رمضان صاحب	B
۲۴۵	" حکیم رحمت علی صاحب	B
	حلقہ نیلا گنبد	
۲۴۶	" محمد یحییٰ صاحب	A
۲۴۷	" ملک نصر اللہ خان صاحب	A
۲۴۸	" محمود احمد صاحب	A
	اسلامیہ پارک لاہور	
۲۴۹	" مرزا عزیز احمد صاحب	A
۲۵۰	" حافظ عبدالجلیل صاحب اعوان	B
۲۵۱	" چوہدری حمد الٰہی صاحب	A
	حلقہ دارالذکر لاہور	
۲۵۲	" نذیر احمد صاحب	B
	حلقہ دھرمپورہ لاہور	
۲۵۳	" ملک بشارت احمد صاحب	B
	رحمٰن پورہ لاہور	
۲۵۴	" عبداللطیف صاحب انور	A
	گنج مغلپورہ	

نمبر	نام	درجہ
۲۵۵	مکرم رحمت حق صاحب	A
	سول لائن لاہور	
۲۵۶	" نور احمد صاحب	A
	سلطان پورہ لاہور	
۲۵۷	" چوہدری بشیر احمد صاحب	A
	وحدت کالونی	
۲۵۸	" غلام احمد صاحب	A
۲۵۹	" انور علی صاحب	A
۲۶۰	" عبدالغنی قریشی صاحب	A
۲۶۱	" چوہدری امجد فیض صاحب	B
۲۶۲	" عبدالکریم صاحب زاہد	A
۲۶۳	" قدرت اللہ خان صاحب	A
۲۶۴	" افتخار احمد صاحب	B
۲۶۵	" چوہدری ولی محمد صاحب دینس	A
۲۶۶	" عبدالرشید صاحب	A
	دہلی دروازہ لاہور	
۲۶۷	" عبدالواحد صاحب	B
	کرشن نگر لاہور	
۲۶۸	" بشیر احمد صاحب	A
۲۶۹	" عبدالحفیظ صاحب	A
	لائلپور	
۲۷۰	" عبدالحکیم خان صاحب	A

معیار دوم کا نتیجہ صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرمائیں

معیار دوم

نمبر	نام	درجہ
	حلقہ دار الذکر لاہور	
۲۷۱	مکرم پیر بشیر احمد صاحب	C
۲۷۲	" شیخ عبدالحق صاحب	B
۲۷۳	" ملک خلیل احمد صاحب	C
۲۷۴	اسلامیہ پارک لاہور	
۲۷۵	" میر بشیر احمد صاحب	A
	منوڑہ کراچی	
۲۷۶	" جی ایم وائی ٹیل صاحب	A
	سعود آباد کراچی	
۲۷۷	" حافظ محمد نعیمی صاحب	A
	ہاؤسنگ سوسائٹی	A
۲۷۸	" شیخ خلیل الرحمن صاحب	A
	مشرقی	
۲۷۹	" ڈپٹی محمد حسین صاحب	A
	ناظم آباد شمالی	
۲۸۰	" ڈاکٹر محمد زبیر صاحب	A
۲۸۱	" ذوالفقار علی صاحب	B
۲۸۲	" شیخ ابراہیم صاحب	B
	عزیز آباد	
۲۸۳	" محمد اشرف صاحب	C
	ناظم آباد جنوبی	
۲۸۴	" عبداللہ خان صاحب	B
۲۸۵	" شیخ قاسم صاحب	C

نمبر	نام	درجہ
۲۸۷	مکرم سید محمد عالم شاہ صاحب	B
۲۸۸	" مستری محمد رمضان صاحب	B
۲۸۹	" احمد بخش صاحب	B
	لیاقت آباد	
۲۹۰	" فضل الرحمن صاحب	A
۲۹۱	" شمشاد احمد صاحب	B
	جیکب لائن کراچی	
۲۹۲	" کرم الدین صاحب	A
	لی مارکیٹ کراچی	
۲۹۳	" کرم الدین صاحب	B
	دادھا سواہی	
۲۹۴	" میاں نور احمد صاحب	A
	جنوبی	
۲۹۵	" علی حسین صاحب	B
۲۹۶	" نعیم محمد صاحب	A
	سولجر بازار کراچی	
۲۹۷	" یعقوب خان صاحب	B
۲۹۸	" میاں حسن خان صاحب	B
۲۹۹	ایوب خان صاحب	B
	ناظم آباد جنوبی	
۳۰۰	" مرزا جہانگیر بیگ صاحب	B
۳۰۱	" ملک عبدالرحیم صاحب	B
	دستگیر سوسائٹی	
۳۰۲	" میاں الطاف الرحمن صاحب	A
	لیاقت آباد	
۳۰۳	" محمد انوار اللہ صاحب	
	انصاری	A

نمبر	نام	درجہ
۳۰۴	مکرم سید غلام شاہ صاحب	C
	ناظم آباد جنوبی	
۳۰۵	" صابر علی صاحب	B
	ناظم آباد شمالی	
۳۰۶	" شیخ حلیم الدین صاحب	B
	مسجد فضل لائلپور	
۳۰۷	" شیخ محمد صادق صاحب	B
۳۰۸	" کلیم الدین صاحب	B
۳۰۹	" فضل احمد صاحب	B
۳۱۰	" عبدالرحمن صاحب	A
۳۱۱	" ملک عبدالمجید صاحب	B
۳۱۲	" میاں شریف بیگ صاحب	A
۳۱۳	" جلال الدین صاحب	B
۳۱۴	" سردار احمد صاحب	B
	پیپلز کالونی لائلپور	
۳۱۵	" چراغ دین صاحب	B
۳۱۶	" قاری عبدالرشید صاحب	A
۳۱۷	" شیخ رشید صاحب	B
۳۱۸	" عبدالخالق صاحب	A
۳۱۹	" سلطان احمد صاحب	B
	جناح کالونی لائلپور	
۳۲۰	" شیخ عبدالرحمن صاحب	B
۳۲۱	" " حشمت اللہ صاحب	B
۳۲۲	" " عبدالعزیز صاحب	A
۳۲۳	" شیخ عبداللہ صاحب	B
۳۲۴	" فضل حسین صاحب	A

۳۲۵	مکرم شیخ عبد الرحیم صاحب	B
	بٹالہ کالونی لائلپور	
۳۲۶	" عبد الغنی صاحب	B
۳۲۷	" عبد الحق صاحب	B
۳۲۸	" محمد الدین صاحب	B
	غلام محمد آباد لائلپور	
۳۲۹	" شیخ عبد القیوم صاحب	A
۳۳۰	" سلیم الدین صاحب	B
۳۳۱	" محمد صدیق صاحب	B
	سمن آباد	
۳۳۲	" صوفی غلام محمد صاحب	A
۳۳۳	" عبد الکریم صاحب	B
۳۳۴	" عبد العزیز صاحب	B
۳۳۵	" محمد صادق صاحب	A
	فیکٹری ایریا	
۳۳۶	" محمد شفیع صاحب پینٹر	B
	منصور آباد	
۳۳۷	" فضل حق صاحب	A
۳۳۸	" پیر بخش صاحب	B
۳۳۹	" مرزا محمد یعقوب صاحب	B
۳۴۰	" غلام رسول صاحب	B
۳۴۱	" شریف احمد صاحب	B
۳۴۲	" مستری قمر الدین صاحب	B
	ڈی ٹائپ	
۳۴۳	" علی بخش صاحب	A
	کرشن نگر	
۳۴۴	" شیخ اللہ بخش صاحب	B
۳۴۵	مکرم سراج الدین صاحب	B
	گلبرگ	
۳۴۶	" حاجی محمد بخش صاحب	B
۳۴۷	" شیخ غلام محمد صاحب	B
۳۴۸	" بشیر احمد صاحب	B
۳۴۹	" ملک محمود احمد صاحب	A
۳۵۰	" عبد الحق صاحب	B
	طارق آباد	
۳۵۱	" محمد یعقوب صاحب	B
۳۵۲	" محمد سلیم صاحب	B
	جہسال	
۳۵۳	" مستری محمد اسلم صاحب	B
۳۵۴	" وریام الدین صاحب	B
۳۵۵	" شکر الٰہی صاحب	B
۳۵۶	" دین محمد صاحب حوالدار	B
	گنج مغلپورہ	
۳۵۷	" محمد شریف صاحب	A
۳۵۸	" محمد زمان صاحب	A
۳۵۹	" محمد عباد اللہ صاحب	A
۳۶۰	" ملک محمود احمد صاحب	B
۳۶۱	" میاں فتح محمد صاحب	B
۳۶۲	" مستری عبد الرحمٰن صاحب	B
۳۶۳	" چوہدری بشارت احمد صاحب	B
۳۶۴	" منیر احمد صاحب	B
۳۶۵	" مستری غلام احمد صاحب	B
۳۶۶	" قاضی عبد الرحمٰن صاحب	A
۳۶۷	" میاں ولی محمد صاحب	A
۳۶۸	مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب	A
۳۶۹	" ملک رشید احمد صاحب	B
۳۷۰	" منظور الحق صاحب	A
۳۷۱	" محمد خورشید صاحب	B
۳۷۲	" مستری جان محمد صاحب	C
۳۷۳	" " محمد عباس صاحب	B
۳۷۴	" ملک نصیر احمد صاحب	C
۳۷۵	" حکیم عبد العزیز صاحب	A
۳۷۶	" چوہدری بشیر احمد صاحب	C
۳۷۷	" " محمد طفیل صاحب	C
۳۷۸	" محمد صادق صاحب	C
۳۷۹	" محمد علی صاحب بھگت	C
	حلقہ محمد نگر لاہور	
۳۸۰	" محمد سعید خان صاحب	A
۳۸۱	" چوہدری سعید احمد صاحب	C
۳۸۲	" قاضی محمد عبد اللہ صاحب	B
۳۸۳	" خواجہ محمد امین صاحب	B
۳۸۴	" قریشی محمد صادق صاحب	B
۳۸۵	" ملک فضل کریم صاحب	B
۳۸۶	" شیخ مبارک احمد صاحب	B
۳۸۷	" ملک عبد المالک صاحب	B
۳۸۸	" خواجہ محمد اکرم صاحب	A

ـــــ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ـــــ

یہ مت سمجھو کہ جس کو ہم وغم پہنچتا ہے وہ بدقسمت ہے
ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں

''اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے ۔ لیکن جن کو تفرقہ اور ابتلا نہیں آتا ان کا حال دیکھو کہ کیسا ہوتا ہے ۔ وہ بالکل دنیا اور اس کی خواہشوں میں منہمک ہو گئے ہیں ، ان کا سر اوپر کی طرف نہیں اٹھتا ، خدا تعالی کا ان کو بھول کر بھی خیال نہیں آتا ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعلی درجہ کی خوبیوں کو ضائع کردیا اور بجائے اس کے ادنی درجہ کی باتیں حاصل کیں کیونکہ ایمان اور عرفان کی ترقی ان کے لئے وہ راحت اور اطمینان کے سامان پیدا کرتی جو کسی مال و دولت اور دنیا کی لذت میں نہیں ہیں ۔ مگر افسوس کہ وہ ایک بچہ کی طرح آگ کے انگارہ پر خوش ہو جاتے ہیں اور اسکی سوزش اور نقصان رسانی سے آگاہ نہیں ۔ لیکن جن پر اللہ تعالی کا فضل ہوتا ہے اور جن کو وہ ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال کرتا ہے ان پر ابتلا آتا ہے ۔ جو کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی ابتلا نہیں آیا وہ بدقسمت ہیں ۔ وہ ناز و نعمت میں رہ کر بہائم کی زندگی بسر کرتے ہیں ۔ ان کے زبان ہے مگر وہ حق بول نہیں سکتی ، خدا کی حمدوثنا اس پر جاری نہیں ہوتی ، بلکہ وہ صرف فسق و فجور کی باتیں کرنے کے لئے اور مزہ چکھنے کے واسطے ہے۔ ان کے آنکھیں ہیں مگر وہ قدرت کا نظارہ نہیں دیکھ سکتیں بلکہ وہ بدکاری کے لئے ہیں ۔ پھر ان کو خوشی اور راحت کہاں سے میسر آتی ہے۔ یہ مت سمجھو کہ جس کو ہم و غم پہنچتا ہے وہ بدقسمت ہے ۔ نہیں ، خدا اس کو پیار کرتا ہے ۔ جیسے مرہم لگانے سے پہلے چیرنا اور جراحی کا عمل ضروری ہے اسی طرح خدا کی راہ میں ہم و غم آنا ضروری ہے ۔ غرض یہ انسانی فطرت میں ایک امر واقعہ شدہ ہے جس سے اللہ تعالی یہ ثابت کرتا ہے کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے اور اس میں کیا کیا بلائیں اور حوادث آتے ہیں۔ ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب وغریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں ۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے ۔''

(الحکم ۱۷ دسمبر ۱۹۰۲ء بحوالہ تفسیر سورۃ البقرۃ صفحہ ۲۳۰،۲۳۱)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔